ISSN 2393-882X
Date of Publishing : 28-11-2025, Date of Posting 1-2-12-2025

بسم اللہ الرحمن الرحیم

Rs. 7/-

مسلکِ اہلِ حدیث کا داعی اور مرکزی جمعیت اہلِ حدیث ہند کا نقیب

پندرہ روزہ ترجمان دہلی

جریدہ

پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت کی دلیل

پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت کی اس سے بڑھ کر دلیل کیا ہوسکتی ہے کہ ان کے سخت سے سخت معاند بھی اس عجیب وغریب کشش وتاثیر سے انکار نہیں کر سکتے تھے، جو آپ کی شخصیت اور آپ کی تعلیم میں پائی جاتی تھی۔ چونکہ اعتراف حقیقت کے لیے تیار نہ تھے اس لیے مجبور ہو جاتے تھے کہ اسے جادو سے تعبیر کریں۔

سورہ الانبیاء کی آیت ۳ میں فرمایا، وہ پیغمبر اسلام کے پاس جانے سے لوگوں کو روکتے ہیں اور کہتے ہیں کہ تم ان کے پاس گئے اور جادو میں پھنسے۔ یہ ہماری طرح ایک آدمی ہے، پس جو کچھ اس کا اثر ونفوذ ہے۔ وہ جادو ہی کی وجہ سے ہے۔

سچائی کی سب سے بڑی شناخت یہ ہے کہ اسے سچائی کے سوا اور کچھ نہیں کہا جا سکتا اگر اور کچھ کہنا چاہو گے تو کتنا ہی زور لگاؤ، بات بنے گی نہیں۔ بنے گی اسی وقت جب سر جھکا دو گے کہ ہاں یہ سچائی ہے، لیکن مشکل یہ ہے کہ نفس انسانی کی گمراہی وسرکشی پر حقیقت کا اعتراف ہمیشہ گراں گزرتا ہے۔ وہ بغیر لڑے کبھی ہتھیار نہیں رکھے گی، وہ مانے گی (کیونکہ سچائی منوائے بغیر رہ نہیں سکتی) مگر اس وقت جب ماننے پر مجبور ہو جائے گی۔

پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم نے جب کلام حق کی منادی شروع کی تو قریش مکہ کا یہی حال ہوا وہ سچائی دیکھ رہے تھے، مگر اسے سچائی سمجھنا گوارا نہیں کرتے تھے۔ کبھی کہتے یہ مجنون ہو گیا ہے، خواب وخیال کو وحی ونبوت سمجھتا ہے۔ پھر تاثیر ونفوذ دیکھتے تو کہتے جادوگر ہے۔

ایک روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ قریش دارالندوہ میں جمع ہوئے اور یہ ساری باتیں آپس میں کہیں۔ (ابن ہشام)

(رسول رحمت، امام الہند مولانا ابوالکلام آزادؒ، ص ۱۱۱-۱۱۲)

درس حدیث

دو کلمے جو اللہ تعالیٰ کو بہت پسند ہیں

محمد اظہر مدنی

عن ابی هريرة رضی الله عنه قال: قال رسول الله ﷺ كلمتان حبيبتا ن الى الرحمن خفيفتان على اللسان ثقيلتان فی الميزان سبحان الله وبحمده سبحان الله العظيم (صحيح بخاری ٧٥٦٣، باب قول الله تعالى ونضع الموازين القسط ليوم القيامة، كتاب التوحيد والرد على الجهمية ...)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ دو کلمے ایسے ہیں جو اللہ تعالیٰ کو بہت زیادہ پسندیدہ ہیں جو زبان پر ہلکے ہیں اور میزان میں بھاری ہیں۔ وہ کلمات یہ ہیں "سبحان الله وبحمده سبحان الله العظيم"

تشریح: اللہ تبارک وتعالیٰ کی بے پناہ رحمتوں اور وسعتوں کے کیا کہنے، جس نے کن فیکون کے ذریعہ یہ دنیا بنائی اور انسانوں کو اشرف المخلوقات بنا کر خیر الخطائین التوابون کی نجاتی سرٹیفکیٹ عطا فرمائی۔ ساتھ ہی دیگر مخلوقات کو بنو آدم کے لئے مسخر فرمادیا۔ اپنی رحمت کو اپنے غضب پر غالب کردیا اور بندوں کے جسم وجان، قلوب واذہان، پاکیزگی اور فلٹریشن کے لئے آسان اور سرل طریقے متعین فرمائے، جس پر نہ عمل کرنے میں دقت ہے اور نہ ہی اسے زبان سے ادا کرنے میں پریشانی۔ آسان ہی آسان، رب تعالیٰ کی رحمت کاملہ کی ہی دلیل ہے کہ اس نے ایسے چھوٹے چھوٹے الفاظ بنائے جن کے ذریعہ انسان اپنے آپ کو ہمیشہ رب کے ذکر میں مشغول رکھے۔ اور اپنے درجات کی بلندی اور سیئات کے محو کا سبب بنے۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے مجھے سبحان الله والحمد لله ولا اله الا الله والله اكبر کہنا ان تمام چیزوں سے زیادہ محبوب ہے جن پر سورج طلوع ہوتا ہے۔ اور ایک حدیث میں آتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے پوچھا گیا کہ سب سے افضل کلام اللہ تعالیٰ کے نزدیک کیا ہے؟ آپ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے محبوب کلام "سبحان اللہ وبحمدہ" ہے جسے اللہ تعالیٰ نے اپنے فرشتوں یا بندوں کے لئے منتخب فرمایا ہے۔ (مسلم)

یہ سب اس امت پر اللہ تعالیٰ کا بڑا احسان ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ایک انسان کی نجات وکامیابی اور فوز وکامرانی کے لئے کسی مشکل وناممکن چیز کو معیار نہیں بنایا بلکہ اس کی اپنے بندوں سے حد درجہ محبت کی دلیل ہے کہ ایسے ایسے آسان اور ہلکے کلمات اس کی نجات کے لئے منتخب فرمایا ہے۔ صحیح مسلم کی ایک روایت یہ ہے کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: من قال حين يصبح وحين يمسی "سبحان الله وبحمده' مائة مرة لم يات أحد يوم القيامة بأفضل مما جاء به الا أحد قال مثل ما قال أو زاد عليه، جس آدمی نے صبح وشام کو سو مرتبہ سبحان الله وبحمده کہا تو بروز قیامت کوئی بھی شخص اس سے زیادہ فضیلت والا عمل لے کر نہیں آئے گا سوائے اس شخص کے جس نے اس جیسا (کلمہ) پڑھا ہو، راوی کہتے ہیں کہ یا اس سے زیادہ پڑھا ہو۔

ایک حدیث میں یہاں تک آیا ہے کہ من قال سبحان الله وبحمده فی يوم مائة مرة حطت خطاياه ولو كانت مثل زبد البحر اگر کوئی شخص ایک دن میں سو مرتبہ سبحان اللہ وبحمدہ کہتا ہے تو اس کے گناہ معاف کردیئے جاتے ہیں گرچہ اس کی مقدار سمندر کے جھاگ کے برابر ہی کیوں نہ ہو۔ بخاری شریف کی مذکورہ بالا حدیث میں بھی اسی طرف اشارہ ہے اور ان کلمات کی اہمیت وافادیت کو اجاگر کیا گیا ہے اور امام بخاری رحمہ اللہ اس حدیث کو اپنی صحیح میں سب سے آخر میں ذکر کرکے یہ بتانا چاہتے ہیں کہ مومن کے معاملات جو دنیا سے متعلق ہیں وہ سب وزن اعمال پر ختم ہوتے ہیں اور بروز قیامت انہی اعمال پر جنت ونار کا فیصلہ منحصر ہے اور اس کتاب کی ابتداء نیتوں والی حدیث سے کی اور انتہا وزن اعمال والی حدیث سے، کیونکہ اعمال کی کامیابی کا دارومدار نیت پر ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہم تمام لوگ کو ان کلمات کی کثرت سے ورد کرنے کی توفیق ارزانی فرمائے۔ اور بروز قیامت ہماری نجات کا ذریعہ بنائے۔ آمین وصلى الله على نبينا محمد۔

☆☆☆

مدیر مسئول
اصغر علی امام مہدی سلفی
مدیر
مولانا محمد خورشید عالم
مدیر اعزازی: مولانا رضاء اللہ عبدالکریم مدنی
مجلس ادارت
مولانا محفوظ الرحمٰن فیضی　مولانا شہاب الدین مدنی　ڈاکٹر سعید احمد مدنی
مولانا اسعد اعظمی　مولانا طہ سعید خالد مدنی　مولانا انصار زبیر محمدی

اس شمارے میں

درس حدیث	۲
اداریہ	۳
دیدارِ الٰہی: احادیث نبویہ کی روشنی میں	۷
دین اسلام کا خلاصہ اللہ تعالیٰ کی وحدانیت	۱۱
نبی صلی اللہ علیہ وسلم بحیثیت معلم	۱۳
نماز جمعہ کی فضیلت واہمیت	۱۷
نصیحت وخیر خواہی	۲۰
دین اسلام کا روشن قانون-امانت	۲۳
سودی نظام کی تباہ کاریاں اور اس سے نجات کیسے؟	۲۶
مرکزی جمعیت اہلحدیث ہند کے امیر محترم کے دعوتی و تنظیمی دورے	۲۷
رپورٹ: خلفائے راشدین اور تحفظ انسانیت کانفرنس	۲۹
مرکزی جمعیت اہلحدیث ہند کی پریس ریلیز	۳۱
اشتہار کلنڈر ۲۰۲۶ء	۳۲

مضمون نگار کی رائے سے ادارہ کا متفق ہونا ضروری نہیں ہے

بدلِ اشتراک
سالانہ ———— ۱۵۰/روپے
فی شمارہ ———— ۷/روپے
پاکستان ———— ۵۰۰/روپے
بلاد عربیہ ودیگر ممالک سے ۳۵ ڈالر یا اس کے مساوی
مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند
اہل حدیث منزل ۴۱۱۶، اردو بازار، جامع مسجد، دہلی۔۱۱۰۰۰۶
ویب سائٹ www.ahlehadees.org
ترجمان ای میل jaridahtarjuman@gmail.com
جمعیت ای میل jamiatahlehadeeshind@hotmail.com

عالمی نظریہ جبر واکراہ اور اسلام کی پُر امن راہ

حقیقت وخرافات اور اصلیت اور پروپیگنڈہ دونوں کی دنیا بالکل الگ ہے۔ کتنے ہی حقائق ہیں جو خرافات کی نذر ہوگئے اور کتنی ہی اصلیت ہے جو نقلی اور جعلی باتوں کی گونج میں دب اور چھپ گئی۔ یہ بات صحیح ہے کہ حق ہمیشہ سر بلند رہتا ہے اور باطل ہمیشہ مٹ جاتا ہے۔ مگر اس کے آگے پیچھے بہت سے دیگر شرائط، مقدمات اور حالات واسباب ہوتے ہیں۔ اگر وہ نہ ہوں تو حق وباطل آپس میں گڈمڈ ہوجاتے ہیں اور بسا اوقات باطل کا رواج ہوجاتا ہے۔ لوگ اسی کو حق اور اصل سمجھ کر مدتوں اسی میں مگن رہتے ہیں۔ باطل اور غلط باتیں بڑی بھڑکیلی ہوتی ہیں۔ شیطان انہیں بہت مزین کرکے پیش کرتا رہتا ہے۔ ''وَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطَانُ أَعْمَالَهُمْ'' (النمل:۲۴) ''شیطان نے ان کے کام انہیں بھلے کرکے دکھلائے'' وغیرہ بہت سی آیات قرآنی میں اس کو بتایا گیا اور اس بات سے متنبہ کیا گیا ہے کہ ہر چمکتی چیز کو سونا سمجھنا سمجھ کی نارسائی، عقل کی خطا، باطل کی چمتکاری اور ہاتھ کی صفائی ہے۔

نہ جا ظاہر پرستی پر اگر کچھ عقل و دانش ہے
چمکتا جو نظر آتا ہے وہ سب سونا نہیں ہوتا

یہ باطل کا کرشمہ ہے کہ ظاہر پرستی دنیاوی زندگی کا لازمہ بنا ہوا ہے اور لگتا ہے کہ لوگ دھوکہ کھانے کے لیے پیدا ہوئے ہیں۔ ''الا من آمن وعمل صالحا'' (سوائے ان کے جو ایمان لائے اور عمل صالح کیے'')۔ اسی دنیا کو متاع غرور کہا گیا ہے۔ اور اس کی زندگی دھوکے کی ٹٹی قرار دی گئی۔ ''وَمَا الْحَيَاةُ الدُّنْيَا إِلَّا مَتَاعُ الْغُرُورِ'' (آل عمران:۱۸۵) ''اور دنیا کی زندگی تو صرف دھوکے کی جنس ہے'' اور جو اسی کا ہوکر رہ جائے اسی سے شاعر مخاطب ہے۔

کیا ہے تونے متاع غرور کا سودا
فریب سود و زیاں لا الہ الا اللہ

اس دھوکے کی سودے بازی کے شکار بہتیرے لوگ ہوتے ہیں۔ اور کئی سطح پر اور بہت سی باتوں میں ہوتے ہیں۔ کچھ لوگ باطل اور غلط پر ہونے کے باوجود اسی کو حق سمجھتے ہیں اور اسی پر مرتے مٹتے ہیں، بلکہ اسی کی ترویج واشاعت اور بول بالا کرنے کے لیے رات دن ایک کرتے ہیں، اسی کو مقصد حیات سمجھ بیٹھتے ہیں اور اس کے مخالفین کو صفحہ ہستی سے مٹا کر ہی دم لیتے ہیں۔ دنیا میں بہت سے افکار ونظریات اور ادیان وملل کے حاملین کا یہی حال رہا ہے۔ خود دین اسلام جس کی حقانیت مسلم اور دین

فطرت ہونا قرین قیاس بھی ہے، جس کی عقل وخرد بھی گواہی دیتی ہے اور جس سے فطری تقاضے بھی پورے ہوتے ہیں۔ انسانیت کے لیے جس کے تمام اوامر ونواہی، اخلاقیات وآداب، معاشیات وسیاسیات اور سماجیات مفید سے مفید تر ثابت ہوتے ہیں۔ اس سب کے باوجود طرح طرح کے افکار کے حاملین نے مختلف فلسفہ حیات، نظریات عالم، مادیات کی دنیا اور سوفسطائیت سے متاثر ہو کر طرح طرح کے فرقے اور جماعتیں پیدا کر کے اسلام کے سر اسے منڈھ دیا ہے۔ ظاہر بات ہے کہ من کل الوجوہ یہ تمام ادیان وفرق اپنی تمام تر تفصیلات، فرعیات وجزئیات اور تخریجات وتفریعات کے ساتھ حق نہیں ہو سکتے، ورنہ یہ دین تناقضات کا مجموعہ بلکہ ملغوبہ قرار پائے گا۔

دور کیوں جاتے ہو؟ وحدانیت وتوحید اور وثنیت وثنویت کو لے لو، مسلمان فرقوں کے درمیان سے خوارج اور مرجیہ کو لے لو اور قدریہ وجبریہ کے مسالک پر غور کرو۔ یہ نزاعات وتناقضات تم کو قدم قدم پر ملیں گے۔ پھر ان کو دیکھو جو وحدت ادیان کا راگ الاپتے ہیں، اسے خوشنما انداز میں پیش کر کے کس طرح خوش ہوتے ہیں اور اس کے لیے کس قدر کوشاں ہیں اور اس میں کتنا مگن ہیں؟ وہ اس کو سب سے بڑا تیس مارخان قرار دیتے نہیں تھکتے۔ گویا اپنی نظر اور سوچ میں سب سے اچھا کام وہی کر رہے ہیں اور دنیا کے ایک بڑے تماشے، جھگڑے اور تنازعے کا تصفیہ ہی نہیں، بلکہ اس کو جڑ سے ختم کر کے سب کو ایک پلیٹ فارم اور ایک دھرم پر لا کھڑا کرنے کا پروپیگنڈا کر کے بذات خود خوب خوش ہو رہے ہیں اور جو اس مشن کا حصہ نہ بنے اور جو اہل ادیان ومذاہب اسے تسلیم نہ کریں انہیں وہ باغی، خارجی اور مذہب کے نام پر جنگ وجدل اور شر وفساد پھیلانے والے ڈکلیئر کرتے ہیں۔ اس کے بالمقابل ایک دوسرا گروہ ہے جو مذاہب وادیان اور افکار ونظریات عالم خواہ عام انسانی اور عالمی سطح پر ہو یا خاص خطے اور قوم کے اندر، سب کو ایک دوسرے کی ضد اور خلاف ومخالف تصور کرتے ہیں۔ ایک ہی کا وجود جسے وہ صحیح سمجھتے ہیں باقی رہے، اسی کو سب مان لیں اور بقیہ سب نیست ونابود کر دیئے جائیں۔ ان کی منطق یہ ہے کہ جب وہ باطل ہیں تو باطل حق کے مقابلے میں کیسے رہے گا؟ اس لیے ایسے لوگ دوسری انتہا پر ہونے کی وجہ سے سب کو ختم اور ہضم ہی کر لیتے ہیں اور اپنے دیندار، متدین اور مذہبی ودینی انسان ہونے کے لیے دوسروں پر جبر کرتے ہیں کہ وہ ہم میں مدغم ہو جائیں اور ہمارے دین ودھرم کو قبول کر لیں۔ طوعا وکرھا یا کسی بھی ذریعہ سے ان کو دین میں داخل کرنا ہی ہے۔ اس کے علاوہ کوئی شکل جینے اور جینے دینے کی بنتی ہی نہیں۔

ایک تیسرا گروہ بھی ہے جو حق وباطل کا معیار ہے اور جو اصلی دین وایمان کا حامل ہے۔ اس کا عقیدہ ہے کہ حقیقی خالق ومالک اللہ جل جلالہ وعم نوالہ اور رب العالمین ہے، جو حقیقت میں عبادت کے لائق ہے، جس کی سرکار خدمت کے لائق ہے۔ اس کے آخری نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم رحمۃ للعالمین ہیں اور ان کی تعلیمات ساری انسانیت کے لیے ہیں اور جو ہر چھوٹے بڑے معاملے میں صحیح حقیقی اور سچی وسیدھی رہنمائی کرتی ہیں۔ دین حق سے جسے اللہ تعالی نے سات آسمانوں کے اوپر سے نازل فرمایا اور وہ سب کا دین ہے۔ ''إِنَّ الدِّيْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْإِسْلَامُ'' (آل عمران: ۱۹ ''بے شک اللہ تعالی کے نزدیک دین اسلام ہی ہے)، ''وَمَنْ يَبْتَغِ غَيْرَ الْإِسْلَامِ دِيْناً فَلَنْ يُقْبَلَ مِنْهُ'' (آل عمران: ۸۵ ''جو شخص اسلام کے سوا اور دین تلاش کرے، اس کا دین قبول نہ کیا جائے گا'') اور ماسوا باطل ہے۔ کیوں کہ صاف صاف اعلان بھی ہے۔ ''وَقُلْ جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوقاً'' (بنی اسرائیل: ۸۱ 'اور اعلان کر دے کہ حق آچکا اور ناحق نابود ہو گیا۔ یقیناً باطل تھا ہی نابود ہونے والا'')، سچ اور جھوٹ اور حق وباطل دونوں برابر ہی نہیں۔ برائی کو ختم ہونا ہے اور بھلائی کو پروان چڑھنا ہے۔ 'وَلَا تَسْتَوِي الْحَسَنَةُ وَلَا السَّيِّئَةُ ادْفَعْ بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ فَإِذَا الَّذِي بَيْنَكَ وَبَيْنَهُ عَدَاوَةٌ كَأَنَّهُ وَلِيٌّ حَمِيمٌ. وَمَا يُلَقَّاهَا إِلَّا الَّذِيْنَ صَبَرُوا وَمَا يُلَقَّاهَا إِلَّا ذُو حَظٍّ عَظِيْمٍ' (حم سجدہ: ۳۴-۳۵) ''نیکی اور بدی برابر نہیں ہوتی۔ برائی کو بھلائی سے دفع کرو پھر وہی جس کے اور تمہارے درمیان دشمنی ہے ایسا ہو جائے گا جیسے ولی دوست۔ اور یہ بات انہیں کو نصیب ہوتی ہے جو صبر کریں اور اسے سوائے بڑے نصیبے والوں کے کوئی نہیں پا سکتا''۔

بدی کو مٹانے اور حق اور خیر کو پھیلانے کا گر بھی اسی آیت میں بتایا گیا ہے۔ جس میں جلد بازی، حق پر ہونے کی بیجا غیرت وحمیت اور قوت وطاقت، اکراہ وجبر، زور وزیادتی، غیظ وغضب وغیرہ کی ادنی گنجائش نہیں ہے، بلکہ اس میں اس کے بالکل برعکس صبر وہمت اور استقلال اور احسان وسلوک سے کام لینے کی تاکید ہے۔ نیز یہ تعلیمات دعوت کے کسی خاص مرحلے اور زندگی کے کسی خاص موقع کے لیے نہیں ہیں بلکہ ہر چھوٹے بڑے معاملے میں یہی فرض قرار دی گئی ہیں۔ حق کے جاننے ماننے اور اس کو ثابت کرنے والوں کے لیے حکم ہے کہ باطل کو آرام سے جینے دیا جائے اور خود اس کے ساتھ نرمی اور آرام کا برتاؤ کیا جائے اور اچھائی ہی اچھائی اور ہر طرح کی بھلائی سے اسے بتایا جائے، پگھلایا جائے، اگر مان گیا تو فبھا ورنہ اس کی جان، مال، عزت، دین، دھرم اور کسی بھی چیز سے تعرض نہ کیا جائے اور ہر سطح پر اور ہر وقت اچھائی سے پیش آیا جائے۔ خصوصا دین میں داخل کرنے کے بارے میں کہ ''كتب الله الاحسان في كل شئ''، (صحیح مسلم) ''اللہ تعالی نے ہر چیز پر احسان (بھلائی) لازم کر دیا ہے''۔ داعی ومصلح کی پوزیشن صاف واضح کر دی گئی کہ " وَمَا أَنتَ

عَلَيۡهِم بِجَبَّارٍ فَذَكِّرۡ بِالۡقُرۡآنِ مَن يَخَافُ وَعِيدِ "(ق:۴۵)''اور آپ ان پر جبر کرنے والے نہیں ،تو آپ قرآن کے ساتھ انہیں سمجھاتے رہیں جو میرے وعید (ڈراوے کے وعدوں) سے ڈرتے ہیں''، لَّسۡتَ عَلَيۡهِم بِمُصَيۡطِرٍ " (غاشیہ:۲۲)''آپ کچھ ان پر داروغہ نہیں ہیں''، ''إِنۡ عَلَيۡكَ إِلَّا الۡبَلَاغُ "(الشوریٰ:۴۸)''آپ کے ذمہ تو صرف پیغام پہنچا دینا ہے''، لاَ إِكۡرَاهَ فِيۡ الدِّيۡنِ قَد تَّبَيَّنَ الرُّشۡدُ مِنَ الۡغَيِّ "(بقرہ:۲۵۶)''دین کے بارے میں کوئی زبردستی نہیں،سیدھی راہ ٹیڑھی راہ سے ممتاز اور روشن ہو چکی ہے''، ''وَهَدَيۡنَاهُ النَّجۡدَيۡنِ "(البلد:۱۰)''ہم نے دکھا دیئے اس کو دونوں راستے''، ''إِنَّا هَدَيۡنَاهُ السَّبِيۡلَ إِمَّا شَاكِراً وَإِمَّا كَفُوراً " (الدھر:۳)''ہم نے اسے راہ دکھائی اب خواہ وہ شکر گزار بنے خواہ ناشکرا''اور''أَفَأَنتَ تُكۡرِهُ النَّاسَ حَتَّى يَكُونُواْ مُؤۡمِنِيۡنَ "۔(یونس:۹۹)''تو کیا آپ لوگوں پر زبردستی کر سکتے ہیں یہاں تک کہ وہ مومن ہو جائیں''۔

اس آیت کی روشنی میں دین کے اندر ادنیٰ بھی اور کسی بھی طرح زیادتی جائز ہے ہی نہیں۔اللہ کے آخری نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم سراپا رحمت تھے،لوگوں کی گالیاں سن کر دعائیں دیتے تھے اور ان کے مظالم سہ کر ان کے بارے میں فکر مند رہتے تھے۔ذرا آپ تصور کریں کہ ایک آدمی آپ کو قتل کرنے آیا ہوا اور وہ قاتلانہ حملہ کر کے آپ کو لہولہان اور جسم وجان ہلکان بھی کردے،لیکن آپ اس فکر میں مر رہے ہیں کہ اس پر دھارا دو سو تین نہ لگ جائے،وہ کال کوٹھری میں بند نہ کر دیا جائے اور ٹیررکیس اور اقدام قتل کے جرم میں دھر نہ لیا جائے یا اس کی پاداش میں قتل نہ کر دیا جائے اس لیے آپ اپنے جسم وجان پر بیتی ہوئی بپتا کو بھی بھول جائیں اور اس کی فکر میں اپنے آپ کو ہلکان وپریشان کرلیں۔کیا ایسا کبھی آپ نے تصور کیا ہوگا؟ ہمارے نبی ایسے ہی تھے۔بلکہ انہیں تو اصلی اخروی زندگی کی فکر تھی،جس دن حقیقی فیصلہ ہوگا،جس دن اپیل وسفارش نہ ہوگی اور نہ کوئی تاوان وفدیہ قبول کیا جائے گا،نہ کوئی مدد کو آئے گا۔''يَوۡمَ لَا يَنفَعُ مَالٌ وَلَا بَنُونَ. إِلَّا مَنۡ أَتَى اللَّهَ بِقَلۡبٍ سَلِيمٍ ''(الشعراء:۸۸-۸۹)''جس دن کہ مال اور اولاد کچھ کام نہ آئے گی۔لیکن فائدہ والا وہی ہوگا جو اللہ تعالیٰ کے سامنے بے عیب دل لے کر جائے''۔

ایسے ہمدرد اور بہی خواہ کو بھی یہ اجازت نہیں کہ وہ کسی دعویٰ کی بنیاد پر بھی کچھ زور زبردستی کر کے اپنے دین میں داخل کر لے۔جیسا کہ بعض مخلصین،محبین،اقارب اور عزیزوں اور پیاروں کو بعض اچھے کام کرنے کے لیے مجبور کرنا پڑتا ہے۔خصوصا نادانوں کو جھنجھوڑنا،مارنا،ڈانٹنا اور جبری دواء دینی پڑتی ہے،یہ دشمنی میں نہیں،اپنائیت میں کیا جاتا ہے۔یا پھر آگ،پانی،آندھی،طوفان ہو تو بچانے کے لیے مریضوں، بچوں،بوڑھوں اور مجبوروں اور اپنوں کو جبرا اپنے ساتھ ملا لیتے ہیں۔اور دنیا اسے خیر خواہی کا لیبل لگاتی ہے،انتہائی ہمدردی کا سٹیفکیٹ عطا کرتی ہے اور اپنائیت اور خیر خواہی کا حق ادا کرنا قرار دیتی ہے۔

لیکن دین کے معاملے میں دنیا کے سب سے بڑے محسن اور ماں باپ سے بھی زیادہ بہی خواہ اور محبت کرنے والے نبی کو متنبہ کیا جا رہا ہے کہ آپ کو سب کچھ کرنا ہے مگر زور زبردستی نہیں کرنی ہے۔اور یہ کیا ہوا کہ لوگوں کے پسندیدہ دین و دھرم میں آپ مداخلت کریں اور میرے عطا کیے گئے محبوب دین میں ان کو بزور و جبر لائیں۔ اللہ تعالیٰ کو اس جبری دین کی ضرورت نہیں ہے۔''یا عبادی انما ھی اعمالکم احصیھا لکم، ثم أوفیکم ایاھا، فمن وجد خیرا فلیحمد الله، ومن وجد غیر ذلك فلا یلومن الا نفسه ''(صحیح مسلم)''اے میرے بندو! یہ تو تمہارے ہی اعمال ہیں،میں انہیں تمہارے لیے شمار کرتا رہتا ہوں،پھر قیامت کے دن تمہیں پورا پورا بدلہ دے دوں گا،پس جو کوئی بھلائی پائے وہ اللہ کا شکر کرے،اور جو اس کے سوا کچھ پائے وہ خود اپنے آپ کو ملامت کرے''۔

اس لیے ایسے نبی کو بھی بار بار حکم ہو رہا ہے کہ آپ ان کے ساتھ خواہ ان کی محبت میں سرشار ہو کر یا ان کی بھلائی وخیر خواہی میں نثار ہو کر یا اپنے فریضۂ دعوت وتبلیغ کے ثمرہ کو حاصل کرنے کے لیے یا ان کو بری باتوں سے بچا کر اللہ تعالیٰ کے دین اور بھلی باتوں کی طرف بلانے کے لیے کسی بھی طور پر اکراہ اور زبردستی نہیں کر سکتے۔''أَفَأَنتَ تُكۡرِهُ النَّاسَ حَتَّى يَكُونُواْ مُؤۡمِنِيۡنَ ''(یونس:۹۹)''تو کیا آپ لوگوں پر زبردستی کر سکتے ہیں؟ یہاں تک کہ وہ مومن ہو جائیں''۔

نیز آپ کا وظیفہ،آپ کا کام،آپ کی خواہش،دین وایمان کا تقاضہ اور رحمۃ للعالمین،امام المتقین اور ناصح امین ہونے کا تقاضا یہ ہے کہ آپ ان کے ایمان لانے کے انتہائی حریص ہوں۔رحیم وکریم اور عزیز ہونے کے ناطے آپ پر سخت گراں گذرتا ہے کہ کوئی بندہ بلا ایمان کے کیسے مر جائے،پھر در در کی ٹھوکریں کھائے اور عذاب جہنم کی سزا پائے۔چنانچہ آپ کی اس کیفیت اور حالت کو مولائے کریم نے بھی صاف بیان کیا ہے۔''لَقَدۡ جَاءَكُمۡ رَسُولٌ مِّنۡ أَنفُسِكُمۡ عَزِيزٌ عَلَيۡهِ مَا عَنِتُّمۡ حَرِيصٌ عَلَيۡكُم بِالۡمُؤۡمِنِيۡنَ رَؤُوفٌ رَّحِيۡمٌ ''(التوبہ:۱۲۸)''تمہارے پاس ایک ایسے پیغمبر تشریف لائے ہیں جو تمہاری جنس سے ہیں جن کو تمہاری مضرت کی بات نہایت گراں گزرتی ہے جو تمہاری منفعت کے بڑے خواہشمند رہتے ہیں،ایمانداروں کے ساتھ بڑے ہی شفیق اور مہربان ہیں''اور کہیں فرمایا''فَلَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفۡسَكَ

عَلَى آثَارِهِمْ إِن لَّمْ يُؤْمِنُوا بِهَذَا الْحَدِيثِ أَسَفاً ''۔(کہف:٦)''پس اگر یہ لوگ اس بات پر ایمان نہ لائیں تو کیا آپ ان کے پیچھے اسی رنج میں اپنی جان ہلاک کر ڈالیں گے''۔

پھر یہ بھی باور کرایا گیا، یاد دہانی کرائی گئی اور حکمت الٰہی اور رموز خدائی یوں بھی بتائے گیے کہ''وَلَوْ شَاءَ رَبُّكَ لَآمَنَ مَن فِي الْأَرْضِ كُلُّهُمْ جَمِيعاً أَفَأَنتَ تُكْرِهُ النَّاسَ حَتَّى يَكُونُوا مُؤْمِنِينَ ''۔(یونس:٩٩)''اور اگر آپ کا رب چاہتا تو تمام روئے زمین کے لوگ سب کے سب ایمان لے آتے، تو کیا آپ لوگوں پر زبردستی کر سکتے ہیں یہاں تک کہ وہ مومن ہی ہو جائیں''۔

ایک جگہ ارشاد ہوا''وَلَوْ شَاءَ اللّهُ لَجَعَلَكُمْ أُمَّةً وَاحِدَةً وَلكِن يُضِلُّ مَن يَشَاءُ وَيَهْدِي مَن يَشَاءُ وَلَتُسْأَلُنَّ عَمَّا كُنتُمْ تَعْمَلُون '' (النحل:٩٣)''اگر اللہ چاہتا تم سب کو ایک ہی گروہ بنا دیتا لیکن وہ جسے چاہے گمراہ کرتا ہے اور جسے چاہے ہدایت دیتا ہے، یقیناً تم جو کچھ کر رہے ہو اس کے بارے میں باز پرس کی جانے والی ہے''۔

ایک جگہ اور ارشاد فرمایا گیا، جس میں جبر و اکراہ تو دور کی بات ہے بڑا سخت لہجے میں سمجھایا گیا کہ ان نافرمانوں اور ایمان نہ لانے والوں کی کج آرائیاں، منہ موڑنا اور دشمنی کرنا اگر آپ کو انتہائی شاق گذرتا ہے تو آپ چاہے جو ترکیب کر لیں، جو شقی ازلی ہیں وہ سعید اور مومن نہیں بن سکتے۔''وَلَوْ شَاءَ اللّهُ لَجَمَعَهُمْ عَلَى الْهُدَى فَلاَ تَكُونَنَّ مِنَ الْجَاهِلِين ''۔(انعام:٣٥)''اگر اللہ کو منظور ہوتا تو ان سب کو راہ راست پر جمع کر دیتا سو آپ نادانوں میں سے نہ ہو جایئے''۔

الغرض تعلیمات اسلام کا اگر انسان ایماندارانہ مطالعہ کر لے اور قرآن وحدیث پر غور کر لے اور قرآن کی قولی، فعلی وتقریری شرح ومعانی اخلاق کریمہ رسول گرامی صلی اللہ علیہ وسلم کا صحیح طور پر ملاحظہ ومطالعہ فرما لے تو وہ اس دین رحمت اور آسان دین کو ماننے والے نہ ماننے والے سب کے حق میں رحمت ہونا جان جائے گا اور سختی اور جبر و اکراہ کے الزام اور اتہام کو حرام گردان لے گا کہ اسلام اس بات سے کوسوں دور ہے کہ وہ کسی کو جبراً مسلمان بنائے۔اس پر کتنی سخت بات کی گئی کہ خیر خواہانہ ہی سہی اگر کوئی، حتی کہ خود نبی اکرم واحسن واجمل ومفضل صلی اللہ علیہ وسلم ایسا کریں تو اللہ تعالیٰ کی نظر میں ایسا دین نہ قبول ہے اور نہ ہی دین میں داخل کرانے والے مقبول ہیں۔ بلکہ ایک موقع پر ایمان نہ لانے سے جو آپ کو غم وافسوس تھا اس پر بھی آپ کو مخاطب کیا گیا کہ ہدایت دینا آپ کا کام نہیں۔''إِنَّكَ لَا تَهْدِي مَنْ أَحْبَبْتَ وَلَكِنَّ اللَّهَ يَهْدِي مَن يَشَاءُ وَهُوَ أَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِينَ ''۔(القصص:٥٦)''آپ جسے چاہیں ہدایت نہیں کر سکتے بلکہ اللہ تعالیٰ ہی جسے چاہے ہدایت کرتا ہے۔ ہدایت والوں سے وہی خوب آگاہ ہے''۔

نہ جبر سے نہ محبت سے دولت اور توفیق کوئی دے نہیں سکتا ہے سوائے اللہ تعالیٰ کے۔

اسی لیے پوری تاریخ اسلامی پڑھ جایئے، عہد نبوی کی خونچکاں داستانیں، پھر فتح وکامرانی کے شادیانے۔ تعجب ہوتا ہے کہ مغضوبین وضالین اور مجرمین کو بھی ان کے دین پر رہنے کی آزادی کا اعلان ہو رہا ہے۔ حالانکہ وہ مسلمانوں کو ان کا اپنا دین چھڑانے کے لیے کچھ دیر پہلے تک ظلم کی انتہا کر رہے تھے۔ پوری مکی ومدنی زندگی کے اکثر اوقات، بلال رضی اللہ عنہ، آل یاسر رضی اللہ عنہم، ام یاسر رضی اللہ عنہا، خباب اور خبیب رضی اللہ عنہ کے احوال، ہجرت حبشہ ومدینہ کے سانحات، حبشہ میں سفرائے قریش کی کارستانیاں اور ان کا انٹرپول، صلح حدیبیہ کی دفعات، ابوجندل اور ابوبصیر کے دل دوز وہیجان خیز واقعات، اس سے قبل فرعون کے جادوگروں کے ایمان لانے پر ذبح، قتل اور قید کی سخت وسنگین سزا کے ذریعہ دھرم بدلوانے کے لیے مظالم اور نمرود و قارون کے قصص وحکایات اور اقوام ماضیہ میں ''او لتعودن فی ملتنا'' کے تہدید آمیز احکام اور خود بنی اسرائیل وعیسائیوں اور اقوام کے ساتھ ظالمانہ برتاؤ اور یہودیوں کے خلاف ہٹلر کے ظلم وستم کی داستان اس کی شاہد عدل ہے۔اس سب کے برخلاف دیکھو اسلام کا پیغام رحمت وانسانیت دنیا کے سب سے بڑے ظالموں اور جانی ودینی دشمنوں کے نام۔ سنا ہے کہ ہندو دھرم میں بھی ہنسا اور جیو ہتیا کی اجازت نہیں ہے۔ پھر کہاں ہیں مسلمان اور کہاں ہیں ہندو؟؟؟

رسول رحمت ﷺ نے اپنے بلکہ انسانیت کے دینی وجانی دشمنوں پر غلبہ حاصل کرنے کے بعد عفو عام کا یوں اعلان فرمادیا کہ'' اذهبوا انتم الطلقا لاتثريب عليكم اليوم. (الطبری)''جاؤ! تم سب آزاد ہو، تم پر آج کوئی مواخذہ نہیں''،'' اليوم يوم المرحمة (عیون الاثر)''آج رحمتوں کی برکھا برسانے کا دن ہے'' من دخل دار ابی سفیان فهو آمن ومن اغلق عليه بابه فهو آمن'' (ابوداؤد)''جو ابوسفیان کے گھر میں پناہ لے لے وہ بھی مامون ہے اور جو اپنے گھر میں بیٹھ رہے وہ بھی سایہ امن میں ہے۔''

ہے ایسا حسن معاملہ اور آزادی دین ودھرم اور ایسا کردار انسانیت؟ اگر ہو سکے تو بتاؤ اسلام کے علاوہ۔ اس لیے یہ سارے پروپیگنڈے کسی بھی طرح انسانیت کے لیے مفید نہیں ہیں۔ بلکہ ہونا تو یہ چاہیے کہ

مرا پیغام محبت ہے جہاں تک پہنچے

☆☆☆

ابوعدنان سعید الرحمٰن نورالعین سنابلی

دیدارِ الٰہی: احادیث نبویہ کی روشنی میں

اہلِ ایمان کے لیے آخرت کی سب سے بڑی سعادت اور بلند ترین انعام اللہ تعالیٰ کا دیدار ہے، جو قیامت کے دن انہیں نصیب ہوگا۔ اس سے پہلے مضمون میں قرآن کریم کی اُن آیتوں کا ذکر کیا جاچکا ہے جن میں اللہ تعالیٰ نے اپنے دیدار کی بشارت دی ہے اور واضح فرمایا ہے کہ یہ نعمت آخرت میں نیک بندوں کو یقینی طور پر میسر ہوگی۔ اسی طرح نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی صحیح اور متواتر احادیث بھی اس حقیقت پر دلالت کرتی ہیں کہ اہلِ ایمان اپنے رب کو قیامت کے دن اپنی آنکھوں سے دیکھیں گے۔ یہ روایات اتنی کثرت سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مروی ہیں کہ محدثین کرام بشمول امام احمد بن حنبل، یحییٰ بن معین، سفیان بن عیینہ، امام بخاری، امام دارقطنی، امام طبری، ابن قیم اور ابن حجر رحمہم اللہ وغیرہم نے انہیں تواتر کے درجہ میں شمار کیا ہے۔

رویتِ الٰہی کا موضوع اسلامی عقائد میں نہایت اہم اور بنیادی حیثیت رکھتا ہے۔ اہلِ سنت والجماعت کے نزدیک یہ آخرت کی سب سے بڑی سعادت اور جنت کی سب سے عظیم نعمت ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس حقیقت کے اثبات میں مختلف انداز اور متنوع اسالیب کے ساتھ روایات منقول ہیں۔ بعض احادیث میں رویتِ الٰہی کو دعا کی صورت میں بیان کیا گیا ہے، جہاں کبھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود اللہ تعالیٰ سے اس کے دیدار کی دعا کی اور کبھی اپنی امت کو یہ دعا کرنے کی تعلیم دی۔ بعض روایات میں صراحت کے ساتھ خبر دی گئی ہے کہ اہلِ ایمان کو اپنے رب کا براہِ راست دیدار نصیب ہوگا، اور یہ ان کے لیے جنت کی نعمتوں میں سب سے اعلیٰ اور سب سے بڑی خوش خبری ہوگی۔ اسی طرح بعض احادیث میں وضاحت ملتی ہے کہ قیامت کے دن اللہ کے دیدار کے وقت نہ کوئی تنگی ہوگی، نہ ہجوم اور نہ ہی باہمی مزاحمت؛ بلکہ ہر مومن اپنے رب کو اطمینان اور سکون کے ساتھ دیکھے گا۔

یہ تنوع اس حقیقت کی دلیل ہے کہ دیدارِ الٰہی محض ایک خبر نہیں بلکہ اہلِ ایمان کے لیے دعا، بشارت، سکونِ قلب اور سب سے عظیم انعام کی حیثیت رکھتا ہے۔ اسی لیے محدثین اور ائمہ کرام نے ان نصوص کو تفصیل کے ساتھ ذکر کیا ہے اور اس بات پر اجماع نقل کیا ہے کہ آخرت میں اہلِ ایمان اپنے رب کو ضرور دیکھیں گے۔ یہی ان کے لیے عزت، سعادت اور کامیابی کی انتہا ہوگی۔

درج ذیل میں ہم اس مسئلے کے سلسلے میں وارد بعض احادیث ذکر کرنے کی سعادت حاصل کررہے ہیں، جن سے علمائے کرام نے رویتِ الٰہی پر استدلال فرمایا ہے:

(۱) جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بیٹھے ہوئے تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے چودہویں رات کے چاند کی طرف نظر کی اور فرمایا: ''سنو! تم لوگ اپنے رب کو اس طرح دیکھو گے، جس طرح اس پورے چاند کو دیکھ رہے ہو، اس کے دیکھنے میں تم بھیڑ نہ لگاؤ گے، اگر تم یہ کرسکو کہ سورج نکلنے سے پہلے کی اور سورج غروب ہونے سے پہلے کی نماز میں (مصروفیت، سستی وغیرہ سے) مغلوب نہ ہو (تو تمہیں یہ نعمت عظمیٰ مل جائے گی۔)'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مراد عصر اور فجر کی نماز سے تھی۔ (صحیح بخاری/7434، صحیح مسلم/633)

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث روئے زمین پر سب سے صحیح احادیث میں سے ہے، اسے امت میں بھرپور قبولیت ملی ہے اور محدثین سمیت تمام اہلِ سنت کا اس پر اجماع ہے۔ (مجموع الفتاویٰ 6/421)

اس حدیث کا مفہوم بیان کرتے ہوئے امام خطابی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث اس بات کی نشاندہی کرتی ہے کہ جو شخص فجر اور عصر کی نمازوں کی پابندی کرے گا، اس کے لیے اللہ تعالیٰ کے دیدار کی امید زیادہ ہے۔ ان دونوں نمازوں کا خاص طور پر ذکر کرنے میں ایک حکمت ہے، اگرچہ فرض ہونے کے اعتبار سے یہ باقی نمازوں ہی کی طرح ہیں۔ لیکن ان کی خصوصیت یہ ہے کہ یہ پانچوں نمازوں کے درمیان ایک نمایاں مقام رکھتی ہیں۔ اگرچہ پانچوں نمازیں اپنی اپنی جگہ پر اس فضیلت کی مستحق ہیں کہ قیامت کے دن حساب میں ان کا خاص وزن ہو، لیکن فجر اور عصر کی نمازوں کو یہاں بطورِ خاص بیان کیا گیا ہے۔ اور اصل حقیقت اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے۔ (المفاتیح فی شرح المصابیح 6/25)

ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ان نمازوں کی پابندی کرنا ہی اللہ تعالیٰ کے دیدار کا سبب ہے۔ (مجموع الفتاویٰ 6/423)

(۲) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: کچھ لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی، کہ اللہ کے رسول! کیا ہم قیامت کے دن اپنے رب کو دیکھیں گے؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''کیا تمہیں پورے چاند کی رات کو چاند دیکھنے میں کوئی دقت محسوس ہوتی ہے؟'' لوگوں نے کہا: نہیں، اے اللہ کے رسول! آپ نے فرمایا: ''جب بادل حائل نہ ہوں تو کیا سورج دیکھنے میں تمہیں کوئی دقت محسوس ہوتی ہے؟'' صحابہ نے عرض کی: نہیں، اے اللہ کے رسول! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تم اسے (اللہ) اسی طرح دیکھو گے، اللہ تعالیٰ قیامت کے دن تمام

لوگوں کو جمع کرے گا، پھر فرمائے گا: جو شخص جس چیز کی عبادت کرتا تھا، اسی کے پیچھے چلا جائے، چنانچہ جو سورج کی پوجا کرتا تھا وہ سورج کے پیچھے چلا جائے گا، جو چاند کی پرستش کرتا تھا وہ اس کے پیچھے چلا جائے گا، اور جو طاغوتوں (شیطانوں، بتوں وغیرہ) کی پوجا کرتا تھا وہ طاغوتوں کے پیچھے چلا جائے گا، اور صرف یہ امت اپنے منافقوں سمیت باقی رہ جائے گی۔ اس پر اللہ تبارک وتعالیٰ ان کے پاس اپنی اس صورت میں آئے گا جس کو وہ نہیں پہچان سکتے ہوں گے، پھر فرمائے گا: میں تمہارا رب ہوں۔ وہ کہیں گے: ہم تجھ سے اللہ کی پناہ چاہتے ہیں، ہم اسی جگہ ٹھہرے رہیں گے یہاں تک کہ ہمارا رب ہمارے پاس آجائے۔ جب ہمارا رب آئے گا، ہم اسے پہچان لیں گے۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ ان کے پاس اس صورت میں آئے گا جس میں وہ اس کو پہچانتے ہوں گے اور فرمائے گا: میں تمہارا پروردگار ہوں۔ وہ کہیں گے، تو (ہی) ہمارا رب ہے اور اس کے ساتھ ہو جائیں گے۔۔۔ الحدیث (صحیح بخاری 6573، صحیح مسلم 182)

اللہ تعالیٰ کے دیدار کو چودہویں رات کے چاند سے اس لیے تشبیہ دی گئی ہے:

۱۔ جس طرح چودہویں رات کے چاند کو دیکھنے میں کسی شک یا تردد کی گنجائش نہیں رہتی، اسی طرح قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کا دیدار بالکل یقینی اور واضح ہوگا۔

۲۔ جس طرح سب لوگ بغیر کسی مشقت اور دشواری کے چودہویں رات کا چاند آسانی سے دیکھ لیتے ہیں، اسی طرح مومن بندے بغیر کسی رکاوٹ اور تکلیف کے اپنے رب کو دیکھ سکیں گے۔ (فتح الباری لابن رجب 4320)

(۳) صہیب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب جنت والے جنت میں داخل ہو جائیں گے، (اس وقت) اللہ تبارک وتعالیٰ فرمائے گا: 'تمہیں کوئی چیز چاہیے جو تمہیں مزید عطا کروں؟' وہ جواب دیں گے: 'کیا تو نے ہمارے چہرے روشن نہیں کیے؟ کیا تو نے ہمیں جنت میں داخل نہیں کیا اور دوزخ سے نجات نہیں دی؟'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''چنانچہ اس پر اللہ تعالیٰ پردہ اٹھا دے گا تو انہیں کوئی چیز ایسی عطا نہیں ہوگی جو انہیں اپنے رب عزوجل کے دیدار سے زیادہ محبوب ہو۔ (صحیح مسلم/ 449)

یہ روایت ہمیں بتاتی ہے کہ جنتیوں کے لیے اللہ تعالیٰ کے دیدار کا شرف کسی انتظار یا طویل آرزو کا محتاج نہیں ہوگا، بلکہ وہ انہیں بلا تاخیر عطا کیا جائے گا۔ جنت کی ساری نعمتیں اگرچہ بے حد حسین اور دلکش ہیں، لیکن سب سے اعلیٰ اور سب سے کامل نعمت اللہ رب العزت کی رویت ہے۔

(۴) ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''جَنَّتَانِ مِنْ فِضَّةٍ آنِيَتُهُمَا وَمَا فِيهِمَا، وَجَنَّتَانِ مِنْ ذَهَبٍ آنِيَتُهُمَا وَمَا فِيهِمَا وَمَا بَيْنَ الْقَوْمِ وَبَيْنَ أَنْ يَنْظُرُوا إِلَى رَبِّهِمْ إِلَّا رِدَاءُ الْكِبْرِ عَلَى وَجْهِهِ فِي جَنَّةِ عَدْنٍ'' یعنی دو جنتیں ایسی ہوں گی جو خود اور اس میں سارا سامان چاندی کا ہوگا اور دو جنتیں ایسی ہوں گی جو خود اور اس کا سارا سامان سونے کا ہوگا اور جنت عدن میں قوم اور اللہ کے دیدار کے درمیان صرف چادر کبریائی رکاوٹ ہوگی جو اللہ رب العزت کے چہرے پر پڑی ہوگی۔ (صحیح بخاری/ 4878، صحیح مسلم/ 296)

(۵) عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم میں سے ہر شخص سے اللہ تعالیٰ یقیناً اس طرح گفتگو فرمائے گا کہ اس کے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان کوئی ترجمان نہیں ہوگا وہ اپنے دائیں دیکھے گا۔ تو اسے اپنے آگے بھیجے ہوئے اعمال ہی نظر آئیں گے اور اپنے بائیں دیکھے گا۔ تب بھی آگے بھیجے ہوئے اعمال ہی دکھائی دیں گے۔ اور اپنے آگے دیکھے گا تو اسے اپنے سامنے آگ ہی دکھائی دے گی۔ اس لیے آگ سے بچو۔ اگرچہ آدھی کھجور ہی کے ذریعہ۔ (صحیح بخاری/ 6539، صحیح مسلم/ 2348)

اس حدیث میں یہ بات بیان ہوئی ہے کہ بندے اور اللہ کے درمیان کوئی پردہ حائل نہیں ہوگا۔ گویا اس میں ایک طرف رویتِ الٰہی کا اثبات ہے اور دوسری طرف اللہ تعالیٰ کے اپنے بندوں سے براہِ راست ہم کلام ہونے کا بھی بیان ہے۔ (شرح صحیح بخاری لابن بطال 10/ 466)

(۶) ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: آپ صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کو دین کی باتوں کی تعلیم دے رہے تھے کہ اچانک ان کی آنکھیں اوپر اٹھ گئیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: ''کون سی چیز ہے، جس نے تمہاری آنکھوں کو اوپر اٹھا دیا ہے؟'' انہوں نے کہا: ہم نے چاند کی طرف دیکھا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اس وقت تمہاری کیا حالت ہوگی جب تم اللہ تعالیٰ کو واضح طور پر دیکھو گے۔'' (کتاب التوحید لابن خزیمہ 2/ 442، شیخ البانی نے اسے صحیحہ/ 3056 میں صحیح قرار دیا ہے۔)

قاضی ابویعلیٰ فرماتے ہیں: اس وضاحت کے بعد اشکال باقی نہیں رہتا، کیونکہ اگرچہ ''رویت'' کا لفظ بعض اوقات ''علم'' کے معنی میں آتا ہے، لیکن جب یہ لفظ ''جہر'' کے ساتھ استعمال ہو تو پھر اسے ''علم'' کے معنی پر محمول نہیں کیا جا سکتا۔ (ابطال التأویلات، ص 286)

(۷) قیس بن عباد کہتے ہیں: عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما نے لوگوں کو نماز پڑھائی، اور اسے ہلکی پڑھائی، تو گویا کہ لوگوں نے اسے ناپسند کیا، تو انہوں نے کہا: کیا میں نے رکوع اور سجدے پورے پورے نہیں کیے ہیں؟ لوگوں نے کہا: کیوں نہیں، ضرور کیا ہے، پھر انہوں نے کہا: سنو! میں نے اس میں ایسی دعا پڑھی ہے جس کو نبی

اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پڑھا کرتے تھے وہ یہ ہے:

اللّٰهُمَّ بِعِلْمِکَ الْغَيْبَ وَقُدْرَتِکَ عَلَى الْخَلْقِ اَحْيِنِي مَا عَلِمْتَ الْحَيَاةَ خَيْرًا لِي ,وَتَوَفَّنِي إِذَا عَلِمْتَ الْوَفَاةَ خَيْرًا لِي ,وَاَسْأَلُکَ خَشْيَتَکَ فِي الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ ,وَکَلِمَةَ الْإِخْلَاصِ فِي الرِّضَا وَالْغَضَبِ،وَاَسْأَلُکَ نَعِيمًا لَا يَنْفَدُ، وَقُرَّةَ عَيْنٍ لَا تَنْقَطِعُ ,وَاَسْأَلُکَ الرِّضَاءَ بِالْقَضَاءِ وَبَرْدَ الْعَيْشِ بَعْدَ الْمَوْتِ وَلَذَّةَ النَّظْرِ إِلَى وَجْهِکَ وَالشَّوْقَ إِلَى لِقَائِکَ، وَاَعُوذُ بِکَ مِنْ ضَرَّاءَ مُضِرَّةٍ وَفِتْنَةٍ مُضِلَّةٍ, اللّٰهُمَّ زَيِّنَّا بِزِينَةِ الْإِيمَانِ وَاجْعَلْنَا هُدَاةً مُهْتَدِينَ“

”اے اللہ! میں تیرے علم غیب اور تمام مخلوق پر تیری قدرت کے واسطہ سے تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ تو مجھے اس وقت تک زندہ رکھ جب تک تو جانے کہ زندگی میرے لیے باعث خیر ہے، اور مجھے موت دے دے جب تو جانے کہ موت میرے لیے بہتر ہے، اے اللہ! میں غیب وحاضر دونوں حالتوں میں تیری خشیت کا طلب گار ہوں، اور میں تجھ سے خوشی وناراضگی دونوں حالتوں میں کلمہ اخلاص کی توفیق مانگتا ہوں، اور میں تجھ سے ایسی نعمت مانگتا ہوں جو ختم نہ ہو، اور میں تجھ سے ایسی آنکھوں کی ٹھنڈک کا طلبگار ہوں جو منقطع نہ ہو، اور میں تجھ سے تیری قضاء پر رضا کا سوال کرتا ہوں، اور میں تجھ سے موت کے بعد کی راحت اور آسائش کا طلبگار ہوں، اور میں تجھ سے تیرے دیدار کی لذت، اور تیری ملاقات کے شوق کا طلبگار ہوں، اور پناہ چاہتا ہوں تیری اس مصیبت سے جس پر صبر نہ ہو سکے، اور ایسے فتنے سے جو گمراہ کر دے، اے اللہ! ہم کو ایمان کے زیور سے آراستہ رکھ، اور ہم کو راہنما و ہدایت یافتہ بنا دے۔(سنن نسائی/1307، مسند احمد 30/265، شیخ البانی نے اسے صحیح سنن نسائی میں صحیح قرار دیا ہے۔)

(۸) عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:”تمہیں دجال کے متعلق اتنی باتیں بتا دی ہیں کہ مجھے خطرہ ہے کہیں تم بات سمجھے نہ ہو مسیح دجال ایک پست قد ہوگا، اس کی دونوں ٹانگوں کے درمیان میں غیر معمولی فاصلہ ہوگا اس کے بال گھنگھریالے ہوں گے وہ کانا ہوگا اس کی ایک آنکھ خراب ہوگی، جو ابھری ہوگی اور نہ دھنسی ہوئی اگر تم پر اس کا معاملہ مشتبہ ہو جائے تو بس اتنی بات یاد رکھنا کہ تمہارا رب کانا نہیں ہے اور یہ کہ تم مرنے سے پہلے اپنے رب کو دیکھ نہیں سکتے“۔(مسند احمد/22764، شیخ البانی نے صحیح الجامع/2459 میں اسے صحیح قرار دیا ہے۔)

امام بربہاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اگر کوئی شخص یہ دعویٰ کرے کہ اس نے دنیا میں اللہ جل شانہ کو دیکھا ہے، تو دراصل وہ اللہ رب العزت کی شان میں کفر کا مرتکب ہوتا ہے۔(شرح السنۃ للبربہاری، ص/68)

(۱۰) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں میں تشریف فرما تھے کہ آپ کے پاس ایک شخص آیا اور پوچھنے لگا کہ ایمان کسے کہتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایمان یہ ہے کہ تم اللہ پاک کے وجود اور اس کی وحدانیت پر ایمان لاؤ اور اس کے فرشتوں کے وجود پر اور اس (اللہ) کی ملاقات کے برحق ہونے پر اور اس کے رسولوں کے برحق ہونے پر اور مرنے کے بعد دوبارہ اٹھنے پر ایمان لاؤ۔ پھر اس نے پوچھا کہ اسلام کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر جواب دیا کہ اسلام یہ ہے کہ تم خالص اللہ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ بناؤ اور نماز قائم کرو۔ اور زکوٰۃ فرض ادا کرو۔ اور رمضان کے روزے رکھو۔ پھر اس نے احسان کے متعلق پوچھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا احسان یہ کہ تم اللہ کی عبادت اس طرح کرو گویا تم اسے دیکھ رہے ہو اگر یہ درجہ نہ حاصل ہو تو پھر یہ تو سمجھو کہ وہ تم کو دیکھ رہا ہے۔ پھر اس نے پوچھا کہ قیامت کب آئے گی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کے بارے میں جواب دینے والا پوچھنے والے سے کچھ زیادہ نہیں جانتا (البتہ) میں تمہیں اس کی نشانیاں بتلا سکتا ہوں۔ وہ یہ ہیں کہ جب لونڈی اپنے آقا کو جنے گی اور جب سیاہ اونٹوں کے چرانے والے (دیہاتی لوگ ترقی کرتے کرتے) مکانات کی تعمیر میں ایک دوسرے سے بازی لے جانے کی کوشش کریں گے (یاد رکھو) قیامت کا علم ان پانچ چیزوں میں ہے جن کو اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ پھر آپ نے یہ آیت پڑھی کہ اللہ ہی کو قیامت کا علم ہے کہ وہ کب ہوگی (آخر آیت تک) پھر وہ پوچھنے والا پیٹھ پھیر کر جانے لگا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اسے واپس بلا کر لاؤ۔ لوگ دوڑ پڑے مگر وہ کہیں نظر نہیں آیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ جبرائیل تھے جو لوگوں کو ان کا دین سکھانے آئے تھے۔(صحیح بخاری/50)

خطابی رحمہ اللہ کے مطابق، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد ”اللہ سے ملاقات پر ایمان لاؤ“ میں آخرت میں اللہ کے دیدار کی تصدیق پائی جاتی ہے۔(اعلام الحدیث، شرح صحیح البخاری 1/182)

کچھ لوگوں نے حدیث کے اس حصے سے، جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:”تم اللہ کی عبادت ایسے کرو گویا تم اسے دیکھ رہے ہو، اور اگر تم اسے نہ دیکھ سکو تو یقین رکھو کہ وہ تمہیں دیکھ رہا ہے“،

یہ استدلال کیا ہے کہ اس میں اللہ کے دیدار کی نفی ہے۔ حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ اس حدیث میں صرف دنیا میں رویت کی نفی کی گئی ہے، کیونکہ عبادات دنیا ہی میں انجام پاتی ہیں۔ بلکہ اگر کوئی یہ کہے کہ اس حدیث سے آخرت میں اللہ تعالیٰ کے دیدار کا اثبات ہوتا ہے تو یہ بھی بعید بات نہیں۔(فتح الباری لابن حجر 13/425)

(۱۱) ابورزین عقیلی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: اللہ کے رسول! کیا ہم میں سے ہر ایک اپنے رب کو (قیامت کے دن) بلا رکاوٹ دیکھے گا؟ اور اس کی مخلوق میں اس کی مثال کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اے ابورزین! کیا تم سب چودھویں کا چاند بلا رکاوٹ نہیں دیکھتے؟'' میں نے عرض کیا: کیوں نہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تو اللہ تو اور بھی بڑا ہے'' ابن معاذ کی روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''یہ تو اللہ کی مخلوقات میں سے ایک مخلوق ہے، اللہ تو اس سے بہت بڑا اور عظیم ہے۔ (سنن ابوداود/ 4731، شیخ البانی رحمہ اللہ نے اسے صحیح ابوداود میں حسن قرار دیا ہے۔)

ابن تیمیہ رحمہ اللہ کہتے ہیں: اللہ تعالی کی شان یہ ہے کہ وہ کسی ایک کام میں مشغول ہونے کی وجہ سے دوسرے کام سے غافل نہیں ہوتا۔ اسی طرح قیامت کے دن ہر شخص اپنے رب کو ایک ہی وقت میں، بغیر کسی رکاوٹ کے، دیکھے گا۔ یہ بات مختلف احادیث سے ثابت ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی فرمایا ہے کہ جیسے انسان چاند کو جب چاہے بغیر کسی مشکل کے دیکھ لیتا ہے، ویسے ہی قیامت کے دن سب لوگ اللہ تعالی کا دیدار کر سکیں گے۔ (مجموع الفتاویٰ 6/ 409)

خلاصہ یہ ہے کہ آخرت میں اہلِ ایمان کو اللہ جل شانہ کے دیدار کا شرف حاصل ہوگا، اور یہ ایمان والوں کے لیے جنت کی سب سے بڑی نعمت اور سب سے عظیم بشارت ہوگی۔ قرآن وحدیث کی نصوص، اقوالِ ائمہ اور اجماعِ اہلِ سنت سب اس بات پر متفق ہیں کہ رویتِ الٰہی ایک یقینی اور قطعی امر ہے، جس کا انکار کرنے والا اہلِ سنت کے طریقے سے ہٹ جاتا ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی بیان کردہ یہ بشارت اہلِ ایمان کے قلوب کو سکون، اطمینان اور اللہ سے ملاقات کی بے پناہ تمنا عطا کرتی ہے۔ یوں یہ عقیدہ نہ صرف ایمان کا حصہ ہے بلکہ آخرت کی سب سے بڑی امید اور آرزو بھی ہے۔

احادیثِ رویت کی صحت اور رویت پر محدثین کرام کی آراء:

ابوالحسن اشعری رحمہ اللہ نے فرمایا: معتزلہ اور قدریہ کے بہت سے گمراہ لوگ حق سے انحراف کرتے ہوئے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ان روایتوں کی مخالفت کرتے ہیں جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اللہ جل شانہ کے دیدارِ عینی کے بارے میں مروی ہیں، حالانکہ اس موضوع پر مختلف جہتوں سے روایتیں وارد ہوئی ہیں، آثار متواتر انداز میں منقول ہیں اور کثرتِ اخبار نے اس کو قطعی طور پر ثابت کر دیا ہے۔ (الابانۃ عن اصول الدیانۃ للاشعری، ص/ 14)

امام ابن حزم رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے رویتِ الٰہی کے بارے میں جو احادیث منقول ہیں وہ متواتر ہیں اور ان کا واضح مطلب یہ ہے کہ آخرت میں اہلِ ایمان کو اپنے رب کا براہِ راست دیدار نصیب ہوگا۔ (الفصل فی الملل والاھواء والنحل 3/ 3)

امام ابن عطیہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ روایت صحیح ثابت ہے اور یہ درجۂ تواتر کو پہنچتی ہے۔ اس میں صراحت ہے کہ قیامت کے دن اہلِ ایمان اپنے رب کو اسی طرح دیکھیں گے جیسے چودھویں رات کا چاند دیکھتے ہیں۔ اس مضمون کی روایتیں مختلف الفاظ کے ساتھ بکثرت مروی ہیں، اگرچہ ان کے الفاظ میں معمولی فرق پایا جاتا ہے۔ (المحرر الوجیز فی تفسیر الکتاب العزیز 2/ 330)

امام قرطبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس کا ذکر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے صحیح احادیث میں تواتر کے ساتھ ہوا ہے، کیونکہ آخرت میں دیدارِ الٰہی مومنوں کی عزت و تکریم کے لیے ہوگا۔ (المفہم لما أشکل من تلخیص کتاب مسلم 1/ 402)

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کہتے ہیں: محدثین کے نزدیک آخرت میں رویت الٰہی سے متعلق احادیث متواتر ہیں۔ (مجموع الفتاویٰ 13/ 35)

ابن کثیر رحمہ اللہ لکھتے ہیں: مومنوں کا آخرت میں اللہ جل شانہ کو دیکھنا محدثین کرام کے نزدیک صحیح احادیث میں مختلف اسانید سے ثابت ہے اور اس کا انکار ممکن نہیں۔ (تفسیر ابن کثیر 8/ 279)

امام ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: آخرت میں اللہ تعالیٰ کے بالمشافہ دیدار کا ہونا یقینی امر ہے۔ اس بارے میں نصوص متواتر ہیں، اور اس موضوع پر امام دارقطنی اور امام بیہقی رحمہما اللہ نے احادیث کو جمع بھی کیا ہے۔ (سیر أعلام النبلاء 2/ 167)

ابن حجر رحمہ اللہ کہتے ہیں: آخرت میں مومنوں کے لیے دیدارِ الٰہی کا وقوع اور جنت میں اس کے ذریعے ان کی تکریم کے بارے میں احادیث نبویہ متواتر ہیں۔ (فتح الباری 8/ 302)

بہرحال، رویتِ الٰہی کے باب میں وارد احادیثِ نبویہ سے یہ حقیقت واضح ہوتی ہے کہ قیامت کے دن اہلِ ایمان کو اپنے رب جلّ شانہ کا دیدار نصیب ہوگا۔ یہ دیدار نہ کسی مزاحمت کے ساتھ ہوگا، نہ کسی رکاوٹ یا پریشانی کے ساتھ۔ بلکہ جس طرح انسان بغیر کسی دشواری کے چودھویں رات کے چاند کو دیکھتا ہے، اسی سہولت، وضاحت اور فرحت کے ساتھ اہلِ جنت اپنے پروردگار کے جمالِ جمیل کا مشاہدہ کریں گے۔

اللہ رب العزت سے دعا ہے کہ وہ ہمیں بھی اپنے دیدارِ مبارک کی لذت سے سرفراز فرمائے، اور ہمیں اس عظیم سعادت سے بہرہ مند کرے جو جنت کی سب سے بڑی نعمت ہے۔

☆☆☆

مولانا محمد ثمامہ رحمت اللہ مدنی

دین اسلام کا خلاصہ اللہ تعالی کی وحدانیت

ہر مذہب کی بنیاد عقائد پر ہوتی ہے اور دین اسلام کا سب سے پہلا اور سب سے اہم اور سب سے بنیادی عقیدہ ''عقیدہ توحید'' ہے یعنی اللہ تعالی کی وحدانیت پر ایمان لانا۔ اسلام کا آغاز کلمہ ''لا الہ الا اللہ'' کے اعلان سے ہوتا ہے اور اسی کلمے پر دین کی پوری عمارت کھڑی ہے۔

ابن القیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہی کلمہ ہے جس کی وجہ سے آسمان وزمین قائم ہیں، تمام مخلوقات اس کی وجہ سے پیدا کی گئی، یہی پیغام دینے کے لیے اللہ تعالی نے اپنے تمام رسول بھیجے، اپنی کتابیں نازل اور اپنی شریعتیں مقرر فرمائیں، اسی کے لیے قیامت کے دن ترازو رنصب ہوں گی اور رجسٹر (اعمال نامے) رکھے جائیں گے، اسی کلمہ کا نتیجہ جنت اور دوزخ کا وجود ہے، اسی کی وجہ سے مخلوق، مومن اور کافر دو حصوں میں بٹی ہوئی ہے، اسی کی بابت سوال وحساب ہوگا اسی پر ثواب وعقاب ہوگا۔

عقیدہ توحید محض ایک نظریہ نہیں بلکہ انسان کی زندگی کا نظام، سوچ کا مرکز اور عمل کی بنیاد، ساری تعلیمات، عبادات اور احکام کا خلاصہ و نچوڑ ہے، اس کے بغیر زندگی ادھوری اور جسم بلا روح کی مانند ہے۔ شیخ ابن باز رحمہ اللہ نے کہا کہ توحید دین وملت کی اساس اور بنیاد اور سب سے عظیم اور افضل عمل ہے، بلکہ اعمال کا دارومدار اسی پر قائم ہے، کیونکہ توحید کے بغیر کوئی عمل درست نہیں ہوسکتا ہے، توحید کے بغیر ہر عمل باطل ہے، ارشاد باری تعالی ہے: ﴿وَلَوْ أَشْرَكُوا لَحَبِطَ عَنْهُم مَّا كَانُوا يَعْمَلُونَ﴾ [الانعام:۸۸] ترجمہ ''اور اگر یہ لوگ شریک بناتے تو یقیناً ان سے ضائع ہوجاتا جو کچھ وہ کیا کرتے تھے''۔ علامہ ابن القیم رحمہ اللہ نے کہا کہ توحید مجرد اقرار کو نہیں کہتے کہ اللہ کے سوا کوئی خالق نہیں ہے، اور یہ کہ اللہ تعالی ہر چیز کا رب اور مالک ہے، ایسا تو بت پرست بھی اس کا اقرار کرتے تھے، حالانکہ وہ پھر بھی مشرک ہی رہے، بلکہ توحید کے اندر اللہ کی محبت، اس کے لیے خضوع وخشوع، انکساری، اس کی اطاعت میں کمال پیمانے پر تابعداری، اس کی عبادت میں اخلاص، تمام اقوال واعمال میں خالص اسی کی رضا ضروری ہے۔ [مدارج السالکین]۔

یہ بات عیاں ہے کہ نفوس انسانی ایک خدا کے اوامر ونواہی بجالانے کے عادی ہیں اور اسی سے اطمینان وسکون قلب محسوس کرتا ہے۔ اس کے برعکس ایک سے زائد خدا، کفیل، سید وسردار کے احکامات کو بجالانا ایک غیر فطری امر ہے، جس سے معاشرہ کے اندر انارکی، اضطراب اور بے چینی جیسی کیفیت وجود پزیر ہوتی ہے۔ علامہ ابن قیم رحمہ اللہ اپنی کتاب ''الفوائد'' میں لکھتے ہیں ''اگر زمین وآسمان میں سوائے اللہ تعالی کے اور بھی معبود ہوتے تو یہ دونوں درہم برہم ہوجاتے'' جیسا کہ اللہ تعالی کا ارشاد ہے: ﴿لَوْ كَانَ فِيهِمَا آلِهَةٌ إِلَّا اللَّهُ لَفَسَدَتَا﴾ [الانبیاء:۲۲]۔ (ترجمہ) ''اگر آسمان وزمین میں اللہ کے سوا کئی معبود ہوتے تو دونوں تباہ ہوجاتے'' علامہ ڈاکٹر لقمان سلفی رحمہ اللہ اپنی تفسیر تیسیر الرحمن لبیان القرآن میں لکھتے ہیں ''اس آیت میں اس حقیقت پر دلیل پیش کی گئی ہے کہ ایک اللہ کے سوا چند معبودوں کا ہونا عقلی طور پر محال ہے، اگر ایسا ہوتا تو آسمان وزمین کا پورا نظام مختل ہوجاتا، ہر معبود اپنی مرضی چلاتا، نتیجہ یہ نکلتا کہ ان کے آپس میں اختلاف واقع ہوجاتا اور پورا نظام درہم برہم ہوجاتا۔ جیسا کہ اللہ تعالی نے سورۃ المومنون آیت (۹۱) میں فرمایا ہے: ﴿وَمَا كَانَ مَعَهُ مِنْ إِلَٰهٍ إِذًا لَّذَهَبَ كُلُّ إِلَٰهٍ بِمَا خَلَقَ وَلَعَلَا بَعْضُهُمْ عَلَىٰ بَعْضٍ﴾ ترجمہ: ''اور نہ اس کے ساتھ اور کوئی معبود ہے ورنہ ہر معبود اپنی مخلوق کو لیے لیے پھرتا اور ہر ایک دوسرے پر چڑھ دوڑتا''۔

دراصل ایک سے زائد خدا کا نظریہ باطل اور غیر اسلامی نظریہ ہے، جس کے مطابق کائنات میں دو الگ الگ خدایا (قوتیں) کام کررہے ہیں، جن میں سے ایک نیکی اور بھلائی کا تو دوسرا شر اور برائی کا خالق اور ذمہ دار مانا جاتا ہے جو کہ سراسر شرک ہے، یہ نظریہ اسلامی عقیدہ توحید کے سراسر خلاف ہے لیکن مختلف قدیم مذاہب اور فلسفوں میں پایا جاتا رہا ہے خاص طور پر یہ مجوسی فرقہ کے اندر مشہور اور رائج ہے، اسی مشابہت کی وجہ سے احادیث مبارکہ کے اندر قدریہ فرقہ کو اس امت کا مجوس بتلایا گیا ہے'' القدرية مجوس هذه الامة'' قدریہ فرقہ اس امت کے مجوس ہیں۔

شرک انسان کی روحانی، اخلاقی بربادی کا سب سے بڑا سبب اور ذریعہ ہے اور جب تک انسان شرک سے باز نہ آئے اس کی اصلاح ممکن ہے نہ معاشرہ کی، حقیقی تبدیلی صرف تب آتی ہے جب انسان کا دل خالص اللہ کی توحید سے روشن ہو۔ قرون اولی کے مسلمانوں نے توحید کے تقاضوں کو پورا کیا اور شرک کے تمام مظاہر کو اکھاڑ پھینکا تب جاکر اللہ تعالی نے اس کے بدلے میں دنیا وآخرت کی سعادتوں اور کامیابیوں سے ہمکنار کیا اور شان وشوکت سے نوازا، جیسا کہ اللہ تعالی نے قرآن کریم کے اندر صحابہ سے متعلق فرمایا: ایمان کے بعد سب ایک ہوگئے، جب کہ پہلے وہ جدا جدا تھے، وہ بھائی بھائی بن گئے جبکہ پہلے وہ ایک دوسرے کے دشمن تھے، وہ ایک دوسرے پر رحم وکرم کرنے والے بن گئے جبکہ وہ پہلے ایک دوسرے کے خون کے پیاسے تھے۔ اللہ تعالی نے ان کی اس باہمی الفت ومحبت کے بارے میں فرمایا: ﴿وَأَلَّفَ بَيْنَ قُلُوبِهِمْ لَوْ أَنفَقْتَ مَا فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا مَّا أَلَّفْتَ بَيْنَ قُلُوبِهِمْ وَلَٰكِنَّ اللَّهَ أَلَّفَ بَيْنَهُمْ﴾ [الانفال ۶۳]۔ ترجمہ ''اس اللہ ہی نے ان کے دلوں کے درمیان الفت ڈالی، اگر آپ روئے زمین کے سارے خزانے بھی خرچ کرڈالتے، تب بھی ان کے دلوں کے درمیان الفت نہیں ڈال سکتے تھے، لیکن یہ اللہ ہی

ہے جس نے ان کے درمیان الفت ڈال دی‘‘۔قرآن کریم میں اللہ تعالی نے اپنے اس احسان اور حقیقت کا ذکر دوسرے مقام پر اس طرح فرمایا ہے: ﴿وَاذْكُرُوا نِعْمَتَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ إِذْ كُنتُمْ أَعْدَاءً فَأَلَّفَ بَيْنَ قُلُوبِكُمْ فَأَصْبَحْتُم بِنِعْمَتِهِ إِخْوَانًا ﴾[آل عمران ۱۰۳]۔ترجمہ’’یاد کرو اللہ کی نعمت جو تم پر ہوئی جب تم باہم دشمن تھے،تو اس نے تمہارے دلوں کے درمیان الفت ڈال دی پس تم اس کے احسان سے بھائی بھائی ہوگئے‘‘۔آج مسلمان اپنے عہد رفتہ کی سی عظمت وکامرانی حاصل کرنا چاہتے ہیں تو اس کے لیے وہی نسخہ کیمیا ہے، جو صحابہ وتابعین نے استعمال کیا تھا؛ ایمان اور عمل والی زندگی اور بے غبار عقیدہ توحید اور اس کے مقتضیات پر عمل ضروری ہے محض زبان سے کلمہ پڑھنا کافی نہیں ہے۔امام مالک رحمہ اللہ کا بڑا مشہور مقولہ ہے:’’لن يصلح آخر هذه الامة الابما صلح به اولها‘‘ اور اللہ تعالی نے قران مجید کے اندر ارشاد فرمایا ہے: ﴿وَعَدَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنكُمْ وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُم فِي الْأَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِينَهُمُ الَّذِي ارْتَضَى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُم مِّن بَعْدِ خَوْفِهِمْ أَمْنًا يَعْبُدُونَنِي لَا يُشْرِكُونَ بِي شَيْئًا وَمَن كَفَرَ بَعْدَ ذَلِكَ فَأُولَئِكَ هُمُ الْفَاسِقُونَ ﴾[النور:۵۵]۔ترجمہ’’اللہ نے ان لوگوں سے جو تم میں سے ایمان لائیں اور عمل صالح اختیار کریں،وعدہ کیا ہے کہ وہ ان کو ضرور زمین میں جانشینی (خلافت) عطا کرے گا،جیسے اس نے ان سے پہلے لوگوں کو جانشینی عطا کی تھی اور ان کے اس دین (اسلام) کو،جسے اس نے ان کے لیے پسند کیا ہے،ان کے لیے غلبہ عطا فرمائے گا اور ان کو ان کے خوف کے بعد بدلے میں امن عطا فرمائے گا وہ میری ہی عبادت کریں گے میرے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرائیں گے‘‘۔

اسی لیے ہر مسلمان پر سب سے پہلا فریضہ یہ ہے کہ شرک کو جڑ سے ختم کرے اور عقیدہ توحید کو مضبوط بنائے۔جیسا کہ اللہ تعالی نے نبی کریم ﷺ کی زبانی ہر مسلمان کو ہر عمل میں اخلاص وللّٰہیت اور اس کی رضاجوئی کا حکم دیا ہے جو کہ توحید کے عین موافق ہے۔اللہ تعالی کا ارشاد ہے: ﴿قُلْ إِنَّ صَلَاتِي وَنُسُكِي وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِي لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ لَا شَرِيكَ لَهُ وَبِذَلِكَ أُمِرْتُ وَأَنَا أَوَّلُ الْمُسْلِمِينَ ﴾[الانعام:۱۶۲۔۱۶۳] ترجمہ:’’آپ فرما دیجئے کہ بالیقین میری نماز اور میری ساری عبادت اور میرا جینا اور میرا مرنا یہ سب خالص اللہ ہی کا ہے سارے جہاں کا مالک ہے،اس کا کوئی شریک نہیں اور مجھ کو اسی کا حکم ہوا ہے اور میں سب ماننے والوں میں سے پہلا ہوں‘‘ ابن عباسؓ فرماتے ہیں:’’یہ آیت خالص توحید کی بنیاد ہے‘‘امام طبری کہتے ہیں:’’اللہ تعالی نے رسول کو حکم دیا کہ اعلان کرے: میرا ہر عمل اللہ کے لیے ہے اس میں غیر اللہ کا کوئی دخل نہیں ہے۔گویا کہ یہ آیت ہمیں دعوت دیتی ہے کہ ہماری پوری زندگی اور موت کا مرکز ومحور صرف اللہ ہو اور جس کا جینا اور مرنا اللہ کے لیے ہو وہی سچا موحد اور کامیاب انسان ہے۔لیکن آج مسلمانوں کا عقیدہ وعمل کلمہ لا الہ الا اللہ کے مقتضیات کے خلاف ہے یعنی مشرکانہ ہے یا اس کی محبت وعقیدت اور اطاعت کا محور اللہ اور اس کے رسول کے علاوہ کوئی اور ہے جس کی وجہ سے وہ ہر لمحہ لاچاری وبے بسی اور پستی کی زندگی گزارنے پر مجبور ہیں۔نیز یہ ایک حقیقت ہے کہ اللہ تعالی نے ہمیں جس مقصد کے لیے پیدا فرمایا ہے ہم اس مقصد سے غافل ہو چکے ہیں۔اللہ تعالی نے ہمیں اپنی عبادت کے لیے پیدا فرمایا ارشاد باری ہے: ﴿وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ ﴾[الذاریات:۵۶]۔ترجمہ:’’میں نے جنات اور انسانوں کو محض اسی لیے پیدا کیا ہے کہ وہ صرف میری عبادت کریں‘‘۔دین اسلام میں عبادت کا تصور صرف مسجد، ماہ رمضان، اور موسم حج تک ہی محدود نہیں بلکہ انسان کا ہر وہ ظاہری اور باطنی اقوال وافعال جس سے اللہ تعالی راضی اور خوش ہوتا ہو عبادت کے زمرے میں آسکتا ہے شرط ہے کہ نیت درست ہو۔شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ نے فرمایا:’’العبادة اسم جامع لكل مايحبه الله ويرضاه من الاقوال والافعال الظاهرة والباطنة‘‘ [تیسیر العزیز الحمید] یہاں تک کہ شہوت پوری کرنے میں بھی ثواب ہے،فرمایا:’’وفي بضع احدكم صدقة‘‘اہل عیال کے ساتھ وقت گزارنے اور پرورش کرنے میں بھی ثواب ہے فرمایا:’’انک لن تنفق نفقة تبتغي بها وجه الله الا اجرت عليها حتى ماتجعل فى فم امراتک‘‘ [البخاری:۵۶]۔ ترجمہ’’تم اللہ کی خوشنودی حاصل کرنے کے لیے جو بھی خرچ کروگے،اس پر تمہیں اجر ملے گا، یہاں تک کہ جو لقمہ تم اپنی بیوی کے منہ میں رکھو گے اس پر بھی‘‘۔حافظ ابن حجرؒ فتح الباری میں لکھتے ہیں: نیت کی درستگی سے سکون وآرام اور سونے سے بھی ثواب حاصل ہوسکتا ہے جیسا کہ قیام اللیل سے حاصل ہوتا ہے جیسا کہ معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ فرماتے:’’ اما انا فانام واقوم فاحتسب نومتي كما احتسب قومتي‘‘ [رواہ البخاری:۴۰۸۸] ترجمہ’’رہا میں،تو میں سوتا بھی ہوں اور (رات کو) اٹھ کر نماز بھی پڑھتا ہوں،اور میں اپنی نیند سے بھی ثواب کی امید رکھتا ہوں جیسے میں اپنی نماز سے ثواب کی امید رکھتا ہوں‘‘۔اسی لیے علماء کرام فرماتے ہیں:’’ ادخلوا الدين فى كل شى‘‘ کہ اپنے ہر عمل کو دین کا حصہ بناؤ تاکہ تم ثواب کا مستحق ہوسکو۔اور اگر یہ تصور کسی مسلمان کے اندر پیدا ہو جائے تو دنیاوی مصائب ومشکلات میں بھی ایمان کی چاشنی وحلاوت محسوس کرنے لگے گا اور تمام پریشانی آسانی کے ساتھ ہنسی خوشی جھیل لے گا۔نبی اکرم ﷺ نے سچ فرمایا:’’ مايصيب المسلم من هم ولا غم ولا نصب ولا وصب ولا حزن حتى الشوكة يشاكها المسلم الا كفر الله بهامن خطايا‘‘[متفق علیہ]۔ترجمہ’’کسی مسلمان کو جو بھی تھکان پہنچے یا بیماری، یا فکری، یا غم، یا کوئی تکلیف، یا رنج حتی کہ کانٹا جو اسے چبھے اللہ تعالی اس کے ذریعہ اس کے گناہوں کو مٹا دیتا ہے‘‘۔اور مسلمان ہونے کا مطلب بھی یہی ہے اپنی زندگی کو مکمل طور پر اللہ کے حوالے کر دے اور شرک سے مکمل طور پر براءت کا اظہار کرے کیونکہ ہم اپنی زبان سے اقرار چکے ہیں’’ رضيت بالله ربا وبالاسلام دينا وبمحمد ﷺ نبيا ورسولا۔[متفق علیہ] ترجمہ’’میں اللہ کو رب مان کر راضی ہوا، اسلام کو دین مان کر راضی ہوا، اور محمد ﷺ کو نبی مان کر راضی ہوں‘‘۔☆☆☆

نبی صلی اللہ علیہ وسلم بحیثیت معلم

مولانا آصف تنویر تیمی

سابقہ قسط میں مذکور نصوص کریمہ سے معلوم ہوتا ہے کہ تعلیم وتربیت کے عمل کو نرمی اور محبت سے انجام دیا جاسکتا ہے۔ بے جا اور ہمیشہ سختی اور ترشی سے تعلیم وتربیت جیسے اہم کام کو قطعی طور پر انجام نہیں دیا جاسکتا ہے۔ آج بھی جن مدارس وجامعات میں نرمی کو سختی کے اوپر ترجیح دی جاتی ہے اور محبت وشفقت کا سایا ہوتا ہے وہاں کے طلبا تعلیم وتربیت سے زیادہ آراستہ ہوتے ہیں برعکس ان مدارس وجامعات کے جہاں سختی ہی کو ہر معاملے کا حل سمجھا جاتا ہے۔ موجودہ وقت میں اساتذہ اور نگراں حضرات کو ان نصوص پر غور کرنا چاہئے اور تعلیم وتربیت کے باب میں نرمی کو نسخہ کیمیا جاننا چاہئے۔

تعلیم میں تواضع کا مظاہرہ: ابورفاعہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ”میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس (اس وقت) پہنچا جب کہ آپ خطبہ دے رہے تھے، میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! ایک پردیسی آدمی ہے اپنے دین کے بارے میں پوچھنے آیا ہے اسے معلوم نہیں کہ اس کا دین کیا ہے کہا: تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میری طرف متوجہ ہوئے اور اپنا خطبہ چھوڑا، یہاں تک کہ میرے پاس پہنچ گئے۔ ایک کرسی لائی گئی میرے خیال میں اس کے پائے لوہے کے تھے، کہا: تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس پر بیٹھ گئے اور اللہ تعالی نے جو کچھ آپ کو سکھایا تھا اس میں سے مجھے سکھانے لگے پھر اپنے خطبے کے لئے بڑھے اور اس کا آخری حصہ مکمل فرمایا“۔ (صحیح مسلم، کتاب الجمعہ، حدیث نمبر: ٢٠٢٥)

معلم اگر تواضع اور خاکساری کی صفت سے متصف نہ ہو تو وہ اپنے شاگردوں کو کوئی خاص فائدہ نہیں پہنچا سکتا۔ قابل غور ہے کہ ایک شاگرد کے سوال کو سننے کے لئے خطبہ چھوڑ کر منبر سے اترے، اس کا سوال سنا، جواب دیا پھر اپنا خطبہ مکمل کیا۔ اسی طرح ہمارے پاس بھی کوئی طالب علم آتا ہے تو ہمیں اس کو اہمیت دینی چاہئے۔ اس کے علمی اور شخصی مسائل کو سننا چاہئے اور حتی المقدور اس کو حل کرنے کی سعی کرنی چاہئے۔ وہ اساتذہ جو اپنے تلامذہ کو اہمیت نہیں دیتے وہ محبوب نظر اور پسندیدہ استاذ نہیں ہوسکتے۔ استاذ اور شاگرد کا تعلق صرف کلاس روم تک محدود نہیں رہنا چاہئے بلکہ دیگر اوقات میں بھی استفادہ اور افادہ کا دروازہ کھلا رہنا چاہئے۔

اطمینان بخش گفتگو کے ذریعہ تعلیم: سیدنا ابوامامہ انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک انصاری نوجوان، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہا: اے اللہ کے رسول! آپ مجھے زنا کی اجازت دیں، لوگ اس پر پل پڑے اور کہا: خاموش ہوجا، خاموش ہوجاؤ، لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس نوجوان سے فرمایا: ”قریب ہوجا۔ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب ہوکر بیٹھ گیا، آپ نے فرمایا: کیا تو اپنی ماں کے لئے اس چیز کو پسند کرتا ہے؟ اس نے کہا: اللہ کی قسم! ہرگز نہیں، اللہ تعالی مجھے اس پر قربان کرے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اسی طرح لوگ بھی اپنی ماؤں کے لئے اس برائی کو پسند نہیں کرتے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اچھا کیا تو اپنی بیٹی کے لئے اس چیز کو پسند کرے گا؟ اس نے کہا: نہیں، اللہ کی قسم! اللہ تعالی مجھے آپ پر قربان کرے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لوگ بھی اس برائی کو اپنی بیٹیوں کے لئے پسند نہیں کرتے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اچھا کیا تو زنا کو اپنی بہن کے لئے پسند کرتا ہے؟ اس نے کہا: اللہ تعالی مجھے آپ پر فدا کرے، میں اپنی بہن کے لئے اس کو کبھی بھی پسند نہیں کروں گا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لوگ بھی اپنی بہنوں کے لئے اس برائی کو پسند نہیں کرتے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تو اس کو اپنی پھوپھی کے لئے پسند کرے گا؟ اس نے کہا: نہیں، اللہ کی قسم میں اس کو پسند نہیں کروں گا، اللہ تعالی مجھے آپ پر قربان کرے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تو پھر لوگ بھی اپنی پھوپھیوں کے لئے پسند نہیں کرتے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اچھا یہ بتاؤ کہ کیا تو اس برائی کو اپنی خالہ کے لئے پسند کرے گا؟ اس نے کہا: نہیں، اللہ کی قسم! میں اس کو پسند نہیں کروں گا، اللہ تعالی مجھے آپ پر قربان کرے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تو پھر لوگ بھی اپنی خالاؤں کے لئے اس برائی کو پسند نہیں کرتے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا دست مبارک اس پر رکھا اور اس کے حق میں یہ دعا فرمائی ”اللهم اغفر ذنبه وطهر قلبه، وحصن فرجه“، ”اے میرے اللہ! اس کے گناہ بخش دے، اس کے دل کو پاک کردے اور اس کی شرمگاہ کو محفوظ کردے“۔ اس کے بعد وہ نوجوان کسی چیز کی طرف مڑ کر بھی نہیں دیکھتا تھا۔ (مسند احمد، حدیث نمبر: ٢٢٢١١)

تعلیم ودعوت کی راہ میں بسا اوقات ایسے لوگوں سے سامنا پڑتا ہے جو لاعلمی اور جہالت کی وجہ سے بے تکے سوالات کرتے ہیں ایسے موقع پر ہمیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس طریقہ کو سامنے رکھنا چاہئے اور بہتر انداز میں انہیں سمجھانے کی کوشش کرنی چاہئے۔ سوال سن کر غضبناک ہوجانا۔ ڈانٹ ڈپٹ کر بھگانا مناسب نہیں ہے۔ بلکہ مزاج کو سمجھتے ہوئے مناسب حل پیش کرنا ایک اچھے عالم اور داعی کی خوبی ہوتی ہے۔

محبت بھرے اسلوب میں تعلیم: معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا ہاتھ پکڑا اور فرمایا ”یا معاذ، واللہ انی

لأحبك، فقال: "أوصيك يا معاذ: لا تدعن في دبر كل صلاة تقول: اللهم أعني على ذكرك وشكرك وحسن عبادتك"۔ (سنن ابوداود، حدیث نمبر:۱۵۲۲)

"اے معاذ! قسم اللہ کی! مجھے تم سے محبت ہے۔ پھر فرمایا، اے معاذ! میں تمہیں وصیت کرتا ہوں کہ کسی نماز کے بعد یہ دعا ہرگز ترک نہ کرنا "اللهم أعني على ذكرك وشكرك وحسن عبادتك" اے اللہ! اپنا ذکر کرنے، شکر کرنے اور بہترین انداز میں اپنی عبادت کرنے میں میری مدد فرما۔

سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میری ہتھیلی کو اپنی ہتھیلیوں کے درمیان رکھ کر قرآن کریم کی سورت کی طرح مجھے تشہد سکھلایا۔ (تفصیل کے لئے دیکھئے: صحیح بخاری، حدیث نمبر: ۶۲۶۵، صحیح مسلم، حدیث نمبر:۴۰۲)

بہتر برتاؤ اور تعامل کے ذریعہ تعلیم: سیدنا مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ ہم سب ہم عمر اور نوجوان ہی تھے۔ آپ کی خدمت مبارک میں ہمارا بیس دن ورات قیام رہا۔ آپ بڑے ہی رحم دل اور ملنسار تھے۔ جب آپ نے دیکھا کہ ہمیں اپنے وطن واپس جانے کا شوق ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ تم لوگ اپنے گھر کسے چھوڑ کر آئے ہو۔ ہم نے بتایا۔ پھر آپ نے فرمایا کہ اچھا اب تم اپنے گھر جاؤ اور ان گھر والوں کے ساتھ رہو اور انہیں بھی دین سکھاؤ اور دین کی باتوں پر عمل کرنے کا حکم کرو"۔ (صحیح بخاری، حدیث نمبر:۶۳۱)

مثالوں کے ذریعہ تعلیم: ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا" انما الناس كالابل المائة، لا تكاد تجد فيها راحلة"" لوگوں کی مثال اونٹوں کی سی ہے، سو میں بھی ایک تیز سواری کے قابل نہیں ملتا"۔ (صحیح بخاری، حدیث نمبر: ۶۴۹۸) حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ مسلمان بکثرت ہر جگہ موجود ہیں مگر حقیقی مسلمان تلاش کئے جائیں تو مایوسی ہوگی۔ پھر بھی اللہ والوں سے زمین خالی نہیں ہے۔

ابوموسی اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:" ایک مومن دوسرے مومن کے لئے عمارت کی طرح ہے کہ اس کا ایک حصہ دوسرے حصہ کو قوت پہنچاتا ہے۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ہاتھ کی انگلیوں کو دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں داخل کیا"۔ (صحیح بخاری، حدیث نمبر:۴۸۱)

انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا" (اپنے حاکم کی) سنو اور اطاعت کرو، خواہ ایک ایسا حبشی (غلام تم پر) کیوں نہ حاکم بنا دیا جائے جس کا سر سوکھے ہوئے انگور کے برابر ہو"۔ (صحیح بخاری، حدیث نمبر:۶۹۳)

ابوموسی اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا" نیک ہم نشیں اور برے ہم نشیں کی مثال مشک بردار اور بھٹی دھونکنے والے کی طرح ہے، مشک بردار یا تو تم کو ہدیے میں مشک دے گا یا تم اس سے خرید لوگے، ورنہ کم از کم تمہیں اس سے اچھی خوشبو آئے گی اور بھٹی دھونکنے والا یا تو (چنگاریوں سے) تمہارے کپڑے جلائے گا یا تمہیں (اس سے) بدبو آئے گی"۔ (صحیح مسلم، حدیث نمبر:۲۶۹۲)

لاڈ و پیار کے ساتھ تعلیم: انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمام انسانوں میں اخلاق کے سب سے اچھے تھے، آپ نے ایک دن مجھے کسی کام سے بھیجا، میں نے کہا: اللہ کی قسم! میں نہیں جاؤں گا۔ حالانکہ میرے دل میں یہ تھا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے جس کام کا حکم دیا ہے اس کے لئے ضرور جاؤں گا۔ تو میں چلا گیا حتی کہ میں چند لڑکوں کے پاس سے گزرا، وہ بازار میں کھیل رہے تھے، پھر اچانک (میں نے دیکھا) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پیچھے سے میری گدی سے مجھے پکڑ لیا، میں نے آپ کی طرف دیکھا تو آپ ہنس رہے تھے۔ آپ نے فرمایا" اے چھوٹے انس! کیا تم وہاں گئے تھے جہاں (جانے کو) میں نے کہا تھا؟ میں نے کہا: جی! ہاں، اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! میں جا رہا ہوں۔ (صحیح مسلم، حدیث نمبر:۶۰۱۵)

خوبصورت جملوں اور عبارتوں کے ذریعہ تعلیم: عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا" اعبدوا الرحمن، واطعموا الطعام، وافشوا السلام، تدخلوا الجنة بسلام"۔" رحمٰن کی عبادت کرو، کھانا کھلاؤ اور سلام کو عام کرو، اور جنت میں سلامتی کے ساتھ داخل ہوگے"۔ (سنن ترمذی، حدیث نمبر:۱۸۵۵) حدیث کے الفاظ قابل غور ہیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم بچوں کو اچھے اچھے الفاظ کے ساتھ دعائیں سکھایا کرتے تھے۔ زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں ویسا ہی کہہ رہا ہوں جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہا کرتے تھے" اللهم آت نفسی تقواها، وزكها أنت خير من زكاها، أنت وليها ومولاها، اللهم انی أعوذبك من علم لا ينفع، ومن قلب لا يخشع، ومن نفس لا تشبع، ومن دعوة لا يستجاب"۔" اے اللہ! میرے دل کو تقوی دے، اس کو پاکیزہ کر دے، تو ہی اس کا رکھوالا اور اس کا مددگار ہے۔ اے اللہ! میں تجھ سے ایسے علم سے تیری پناہ مانگتا ہوں جو کوئی فائدہ نہ دے اور ایسے دل سے جو (تیرے آگے) جھک کر مطمئن نہ ہوتا ہو اور ایسے من سے جو سیر نہ ہوا اور ایسی دعا سے جسے شرف قبولیت نصیب نہ ہو"۔ (صحیح مسلم، کتاب الذکر والدعاء، حدیث نمبر:۶۹۰۶)

سوال وجواب کے ذریعہ تعلیم: معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے

ہیں کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سواری پر آپ کے پیچھے بیٹھا ہوا تھا اور میرے اور آپ کے درمیان کجاوہ کی پچھلی لکڑی کے سوا اور کوئی چیز حائل نہیں تھی اسی حالت میں آپ نے فرمایا: اے معاذ! میں بولا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حاضر ہوں۔ آپ کی اطاعت اور فرماں برداری کے لئے تیار ہوں۔ پھر آپ نے تھوڑی دیر تک چلتے رہے۔ اس کے بعد فرمایا اے معاذ! میں بولا، یا رسول اللہ! حاضر ہوں آپ کی اطاعت کے لئے تیار ہوں۔ پھر آپ تھوڑی دیر چلتے رہے اس کے بعد فرمایا: اے معاذ! میں نے عرض کیا حاضر ہوں، یا رسول اللہ! آپ کی اطاعت کے لئے تیار ہوں۔ اس کے بعد آپ نے فرمایا تمہیں معلوم ہے اللہ کے اپنے بندوں پر کیا حق ہیں؟ میں نے عرض کیا اللہ اور اس کے رسول ہی کو زیادہ علم ہے آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالی کے بندوں پر حق یہ ہیں کہ بندے خاص اس کی عبادت کریں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ بنائیں پھر آپ تھوڑی دیر چلتے رہے۔ اس کے بعد فرمایا معاذ! میں نے عرض کیا حاضر ہوں یا رسول اللہ! آپ کی اطاعت کے لئے تیار ہوں۔ آپ نے فرمایا: تمہیں معلوم ہے بندوں کا اللہ پر کیا حق ہے۔ جب کہ وہ یہ کام کرلیں۔ میں نے عرض کیا اللہ اور اس کے رسول کو زیادہ علم ہے۔ فرمایا کہ بندوں کا اللہ پر حق ہے کہ وہ انہیں عذاب نہ دے“۔(صحیح بخاری، کتاب اللباس، حدیث نمبر: ۵۹۶۷)

تعلیمی وسائل کا استعمال: ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے چوکھٹا خط (لکیر) کھینچا۔ پھر اس کے درمیان ایک خط کھینچا جو چوکھٹے کے درمیان میں تھا۔ اس کے بعد درمیان والے خط کے اس حصے میں جو چوکھٹے کے درمیان میں تھا چھوٹے چھوٹے بہت سے خطوط کھینچے اور پھر فرمایا کہ یہ انسان ہے اور یہ اس کی موت ہے جو اسے گھیرے ہوئے ہے اور یہ جو (بیچ کا) خط باہر نکلا ہوا ہے وہ اس کی امید ہے اور چھوٹے چھوٹے خطوط اس کی دنیاوی مشکلات ہیں۔ پس انسان جب ایک (مشکل) سے بچ کر نکلتا ہے تو دوسری میں پھنس جاتا ہے اور دوسری سے نکلتا ہے تو تیسری میں پھنس جاتا ہے“۔(صحیح بخاری، حدیث نمبر: ۶۴۱۷)

ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے زمین پر چار لکیریں کھینچیں اور فرمایا: کیا تمہیں معلوم ہیں یہ کیا ہیں؟ لوگوں نے کہا: اللہ اور اس کے رسول کو زیادہ پتہ ہے۔ پھر آپ نے فرمایا: ”جنتی عورتوں میں سب سے افضل خدیجہ بنت خویلد، فاطمہ بنت محمد، مریم بنت عمران اور آسیہ بنت مزاحم جو فرعون کی بیوی تھیں ہیں“۔(نسائی کبری، حدیث نمبر: ۸۲۹۹)

مناسب اوقات میں تعلیم: عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کچھ قیدی آئے قیدیوں میں ایک عورت تھی جس کا پستان دودھ سے بھرا ہوا تھا اور وہ دوڑ رہی تھی، اتنے میں ایک بچہ اس کو قیدیوں میں ملا اس نے جھٹ اپنے پیٹ سے لگالیا اور اس کو دودھ پلانے لگی۔ ہم سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تو خیال کر سکتے ہو کہ یہ عورت اپنے بچہ کو آگ میں ڈال سکتی ہے ہم نے عرض کیا کہ نہیں جب تک اس کو قدرت ہوگی یہ اپنے بچہ کو آگ میں نہیں پھینک سکتی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر فرمایا کہ اللہ اپنے بندوں پر اس سے بھی زیادہ رحم کرنے والا ہے۔ جتنا یہ عورت اپنے بچہ پر مہربان ہوسکتی ہے“۔(صحیح بخاری، کتاب الأدب، حدیث نمبر، ۵۹۹۹)

انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں دبیز قسم کے ریشم کا ایک جبہ ہدیہ کے طور پر پیش کیا گیا۔ آپ اس کے استعمال سے (مردوں کو) منع فرماتے تھے۔ صحابہ کو بڑی حیرت ہوئی (کہ کتنا عمدہ ریشم ہے) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا) تمہیں اس پر حیرت ہے) اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی جان ہے، جنت میں سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے رومال اس سے بھی زیادہ خوبصورت ہیں۔(صحیح بخاری، حدیث نمبر: ۲۶۱۵)

بنی اسرائیل کے ان تین لوگوں کا قصہ بھی صحیحین میں مذکورہ ہے جو بارش میں پھنس گئے۔ بارش سے بچنے کے لئے غار میں پناہ لی۔ غار کا دہانا بھاری پتھر سے بند ہوگیا۔ پھر تینوں نے اپنے نیک اعمال کے ذریعہ اللہ تعالی سے دعا کی۔ بالآخر پتھر سرک گیا اور تینوں باہر آگئے۔(تفصیل کے دیکھئے: صحیح بخاری، حدیث نمبر: ۲۲۷۲، صحیح مسلم، حدیث نمبر: ۲۷۴۳)

ہیئت کو تبدیل کر کے تعلیم: ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”کیا میں تمہیں سب سے بڑا گناہ نہ بتاؤں؟ ہم نے عرض کیا ضرور بتائیے یا رسول اللہ! آپ نے فرمایا کہ اللہ کے ساتھ شرک کرنا اور والدین کی نافرمانی کرنا۔ آپ اس وقت ٹیک لگائے ہوئے تھے اب آپ سیدھے بیٹھ گئے اور فرمایا آگاہ ہوجاؤ جھوٹی بات بھی اور جھوٹی گواہی بھی (سب سے بڑے گناہ ہیں) آگاہ ہوجاؤ جھوٹی بات بھی اور جھوٹی گواہی بھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اسے مسلسل دہراتے رہے اور میں نے سوچا کہ آپ خاموش نہیں ہوں گے“۔(صحیح بخاری، کتاب الأدب، حدیث نمبر: ۵۹۷۶)

الفاظ کو بار بار دہرا کر تعلیم: تمیم الداری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”بے شک دین خیر خواہی ہے، بے شک دین خیر خواہی ہے، بے شک دین خیر خواہی ہے“ صحابہ نے کہا: کس کے لئے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اللہ کے لئے، اس کی کتاب، اس کے رسول، مسلمان حکمراں اور عام لوگوں کے لئے“۔(صحیح بخاری، حدیث نمبر: ۵۵، سنن ابوداود، حدیث نمبر: ۴۹۴۴)

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”(اس آدمی کی) ناک خاک آلود ہو، ناک خاک آلود ہو، ناک خاک آلود ہو“۔ آپ سے پوچھا گیا: کس کی (ناک خاک آلود ہو)؟ آپ نے فرمایا: ”بڑھاپے میں اپنے

والدین یا ان میں سے کسی ایک کو پائے اور (ان کی خدمت کر کے خود کو) جنت میں داخل نہ ہو"۔ (صحیح مسلم، ۲۵۵۱)

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور معاذ ان کی سواری پر پیچھے سوار تھے۔ اسی اثناء میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اے معاذ!" میں نے عرض کیا، حاضر ہوں یا رسول اللہ! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے (دوبارہ) فرمایا، اے معاذ! میں نے عرض کیا، حاضر ہوں اے اللہ کے رسول! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے (سہ بار) فرمایا: اے معاذ! میں نے عرض کیا، حاضر ہوں، اے اللہ کے رسول، تین بار ایسا ہوا۔ (اس کے بعد) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص سچے دل سے اس بات کی گواہی دے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے سچے رسول ہیں، اللہ تعالی اس کو (دوزخ کی) آگ پر حرام کر دیتا ہے۔ میں نے کہا یا رسول اللہ! کیا اس بات سے لوگوں کو باخبر نہ کر دوں تا کہ وہ خوش ہو جائیں؟ آپ نے فرمایا (اگر تم یہ خبر سناؤ گے) تو لوگ اس پر بھروسہ کر بیٹھیں گے (اور عمل چھوڑ دیں گے) حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے انتقال کے وقت یہ حدیث اس خیال سے بیان فرمادی کہ کہیں حدیث رسول چھپانے کے گناہ پر ان سے آخرت میں مواخذہ نہ ہو"۔ (صحیح بخاری، کتاب العلم، حدیث نمبر: ۱۲۸)

ناراضگی کے اظہار کے ذریعہ تعلیم: ابومسعود انصاریؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص (حزم بن ابی کعب) نے (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آکر) عرض کیا۔ اے رسول اللہ! فلاں شخص (معاذ بن جبلؓ) لمبی نماز پڑھاتے ہیں اس لئے میں (جماعت کی) نماز میں شریک نہیں ہوسکتا (کیونکہ میں دن بھر اونٹ چرانے کی وجہ سے رات کو تھک کر چکنا چور ہوجاتا ہوں اور طویل قرات سننے کی طاقت نہیں رکھتا) (ابومسعود راوی کہتے ہیں) کہ اس دن سے زیادہ میں نے کبھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو وعظ کے دوران اتنا غضب ناک نہیں دیکھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے لوگو! (سن لو) جو شخص لوگوں کو نماز پڑھائے تو وہ ہلکی پڑھائے، کیونکہ ان میں بیمار، کمزور اور حاجت والے (سب ہی قسم کے لوگ) ہوتے ہیں"۔ (صحیح بخاری، کتاب العلم، باب الغضب فی الموعظۃ والتعلیم، اذا رأی ما یکرہ، حدیث نمبر: ۹۰)

عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے فرمایا: ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باہر صحابہ کے پاس تشریف لائے تو وہ تقدیر کے بارے میں بحث کر رہے تھے۔ آپ کا چہرہ مبارک غصے سے اس قدر سرخ ہوگیا، گویا اس پر انار کے دانے نچوڑ دیئے گئے ہیں (تب) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "کیا تمہیں اس بات کا حکم دیا گیا ہے؟ یا کیا تمہیں اس کام کے لئے پیدا کیا گیا ہے؟ تم قرآن کی آیات کو ایک دوسری سے ٹکرا رہے ہو۔ تم سے پہلی امتیں اسی وجہ سے تباہ ہوئیں تھیں"۔ (سنن ابن ماجہ، حدیث نمبر: ۸۵)

سائل اور طالب علم کے حالات وکوائف کو سامنے رکھتے ہوئے تعلیم: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جب کوئی سائل علم حاصل کرنے، کسی سوال کا جواب طلب کرنے، یا خیر خواہی اور رہنمائی کے غرض سے آتا تو اس کی کیفیت کو بھانپ کر اس کے مسائل کا حل بتلاتے، اس کی بکثرت مثالیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں ملتی ہیں، جن میں سے چند یہ ہیں:

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک شخص نے نبی کریم صلی للہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ مجھے کوئی نصیحت فرما دیجئے آپ نے فرمایا کہ غصہ نہ ہوا کر۔ انہوں نے کئی مرتبہ یہ سوال کیا اور آپ نے فرمایا کہ غصہ نہ ہوا کر"۔ (صحیح بخاری، کتاب الأدب، حدیث نمبر: ۶۱۱۶)

عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے کہا: اللہ کے رسول! اسلام کے احکام وقوانین تو میرے لئے بہت ہیں، کچھ تھوڑی سی چیزیں مجھے بتا دیجئے جن پر میں (مضبوطی) سے جما رہوں، آپ نے فرمایا: "تمہاری زبان ہر وقت اللہ کی یاد اور ذکر سے تر رہے"۔ (سنن ترمذی، حدیث نمبر: ۳۳۷۵)

ام ہانی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا: اے اللہ کے رسول! مجھے کوئی (آسان سا) عمل بتائیے کیونکہ میں بوڑھی اور کمزور ہوگئی ہوں اور میرا بدن بھاری ہوگیا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سو بار (اللہ اکبر) کہہ، سو بار (الحمد للہ) کہہ، سو بار (سبحان اللہ) کہہ۔ یہ لگام اور کاٹھی سمیت سو گھوڑے اللہ کی راہ میں دینے سے بہتر ہے، سو اونٹ (اللہ کی راہ میں قربان کرنے) سے بہتر ہے، اور سو غلام آزاد کرنے سے بہتر ہے"۔ (سنن ابن ماجہ، حدیث نمبر: ۳۸۱۰)

عصر حاضر کا سب سے بڑا المیہ نمونے کا فقدان ہے۔ تعلیم کا تمام تر دارومدار اوراق وصفحات پر ہے۔ حالانکہ اوراق وصفحات بھی بامعنی اس وقت ہوتے ہیں جب پڑھانے والے کے الفاظ وجملے دل سے نکلتے ہیں۔ اس وقت تعلیم وتربیت کو لوگوں نے روحانیت سے الگ کر دیا ہے۔ اس لئے لغوی اور لفظی علماء تو پیدا ہو رہے ہیں مگر عملی اور اخلاقی معلم ومربی نہیں، جس کی ہمارے معاشرے کو سخت ضرورت ہے۔

زندگی کے تمام شعبے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے لئے اپنا اسوہ اور نمونہ چھوڑا ہے۔ عقیدہ ومنہج، عبادات، معاملات، اور اخلاق وسلوکیات میں آپ کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے نمونے ملیں گے۔ چنانچہ تعلیم وتربیت کے معاملے میں ہر استاذ کو اپنے شاگرد کے اسوہ بننا چاہئے، بلا اس کے آپ طلبا کے اذہان وقلوب میں بدلاؤ کی امید نہیں کر سکتے۔

(دوسری وآخری قسط)

☆☆☆

مولانا ڈاکٹر محمد خالد جامعی سلفی
استاذ جامعہ محمدیہ عربیہ رائیدرگ

نماز جمعہ کی فضیلت واہمیت

احادیث میں یہ بات مذکور ہے کہ دنوں میں سب سے افضل دن جمعہ کا دن ہے کیونکہ یہی وہ مبارک دن ہے جس میں حضرت آدم علیہ السلام پیدا کیے گئے اور یہی وہ دن ہے جس میں آپ علیہ السلام کو جنت میں داخل کیا گیا جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

عن ابی هريرة رضی الله عنه ، يقول: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: خير يوم طلعت فيه الشمس يوم الجمعة، فيه خلق آدم عليه السلام وفيه ادخل الجنة وفيه أخرج منها.

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''بہترین دن جس میں سورج نکلا جمعہ کا دن ہے، اسی دن آدم علیہ السلام پیدا کیے گئے، اسی دن انہیں جنت میں داخل کیا گیا، اور اسی دن انہیں جنت سے نکالا گیا'' [سنن نسائی/کتاب الجمعۃ/حدیث:1374]

وضاحت: (۱): اس سے جمعہ کے دن کی فضیلت ظاہر ہوتی ہے کیونکہ اس میں بڑے بڑے امور سرانجام پائے۔

قال الشيخ الالبانی صحيح

نماز جمعہ کی اہمیت اور فضیلت کسی سے مخفی نہیں ہے

خود رب العالمین نے فرمایا: **يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا نُودِيَ لِلصَّلَاةِ مِن يَوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا إِلَى ذِكْرِ اللَّهِ وَذَرُوا الْبَيْعَ ذَلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ إِن كُنتُمْ تَعْلَمُونَ فَإِذَا قُضِيَتِ الصَّلَاةُ فَانتَشِرُوا فِي الْأَرْضِ وَابْتَغُوا مِن فَضْلِ اللَّهِ وَاذْكُرُوا اللَّهَ كَثِيراً لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ** (الجمعہ:۹-۱۰)

اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! جمعہ کے دن نماز کی اذان دی جائے تو تم اللہ کے ذکر کی طرف دوڑ پڑو اور خرید وفروخت چھوڑ دو۔ یہ تمہارے حق میں بہت ہی بہتر ہے اگر تم جانتے ہو [9] پھر جب نماز ہو چکے تو زمین میں پھیل جاؤ اور اللہ کا فضل تلاش کرو اور بکثرت اللہ کا ذکر کیا کرو تا کہ تم فلاح پالو [سورۃ الجمعۃ 10]

جاہ ومنصب اور دولت حاصل کرنے کے اس مادی دور میں لوگ اس قدر منہمک ہو گئے ہیں کہ اپنے دین دھرم کو اکثر فراموش کرتے جارہے ہیں لیکن رب العالمین کا شکر واحسان ہے کہ اس نے مسلمانوں کو ایک دینی ماحول مہیا کرتے ہوئے، اتحاد و اتفاق کو قائم رکھنے کے لیے نماز جمعہ کو فرض قرار دیا، یہی وجہ ہے کہ مسلمانوں میں ابھی بھی دینی غیرت وحمیت باقی ہے اور مسلمان اپنے دین ودھرم سے جڑے ہوئے ہیں یہ چیز دشمنان اسلام کو کبھی رشک میں ڈالتی ہے تو کبھی بغض وعناد میں مبتلا کر دیتی ہے لہٰذا کسی بھی مسلمان کو جس کے اندر رائی کے دانے برابر ایمان ہو اس کو چاہیے کہ وہ نماز جمعہ سے ہرگز روگردانی نہ کرے، کیونکہ یہی وہ دن ہے جس میں خطبہ جمعہ سے ایمان میں تازگی پیدا ہوتی ہے، امت مسلمہ میں اتحاد قائم ہوتا ہے بندے کو بخشش ومغفرت کی سوغات ملتی ہے حتی کہ روشن مستقبل کے لیے آدمی کی دعائیں بھی قبول ہوتی ہیں۔

لہٰذا امت مسلمہ کے ہر فرد پر لازم ہے کہ وہ نماز جمعہ کی اہمیت اور اس کے فضائل کو معلوم کرے، اس دن کی سنتوں کو اپنائے اور رب العالمین کی رضا وخوشنودی حاصل کرنے کی کوشش کرے

نماز جمعہ کی فضیلت: نماز جمعہ پڑھنے کی فضیلت کے لیے اتنی ہی بات کافی ہے کہ کوئی شخص نماز جمعہ کی پابندی کرتا ہے تو اگلے جمعہ تک اس کے سارے گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے

الصلوات الخمس والجمعة الى الجمعة ورمضان الى رمضان مكفرات ما بينهن اذا اجتنب الكبائر (مسلم،233)

جمعہ کے دن دعا قبول ہونے کی گھڑی (ساعت)

نماز جمعہ کی ان تمام فضائل اور برکتوں کے ساتھ ساتھ رب العالمین نے جمعہ کے دن ایک ایسی گھڑی (ساعت) مقرر کی ہے کہ بندہ اس میں جو بھی دعا کرے گا وہ مقبول ہوگی جیسا کہ حدیث میں مذکور ہے۔

عن أبی هريرة قال: قال أبو القاسم صلى الله عليه وسلم: فی الجمعة ساعة لا يوافقها عبد مسلم قائم يصلی، فسأل الله خيرا الا أعطاه.

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ابوالقاسم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جمعہ میں ایک گھڑی ایسی آتی ہے جو مسلمان بھی اس وقت کھڑا نماز پڑھے اور اللہ سے کوئی خیر مانگے تو اللہ اسے ضرور دے گا۔ [صحیح البخاری/کتاب الطلاق/حدیث:5294]

البتہ وہ ساعت کونسی ہے اس سلسلے میں دو راجح قول ہیں:

(۱) بعض کے نزدیک وہ ساعت امام کے منبر پر بیٹھنے سے لیکر نماز جمعہ کے اختتام تک ہے۔

جیسا کہ مسلم شریف کی حدیث ہے:

عن عبدالله بن عمر رضی الله عنهما يقول سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول هي مابين أن يجلس الامام الى تقضى الصلاة.

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کوفرماتے ہوئے سنا کہ وہ گھڑی امام کے منبر پر بیٹھنے سے لیکر نماز جمعہ کے اختتام تک ہے(مسلم:853)

(۲) دوسرا قول یہ ہے کہ وہ ساعت عصر کے بعد کی ہے۔

حدیث میں مذکور ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

فالتمسوها آخر ساعة بعد العصر اس آخری گھڑی میں کوعصر کے بعد تلاش کرو۔(نسائی:1389)

اوردوسری حدیث میں مذکور ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جمعہ کومؤمنین کے لیے عید کا دن قرار دیا ہے۔

عن ابن عباس قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ان هذا يوم عيد جعله الله للمسلمين فمن جاء الى الجعمة فليغتسل وان كان طيب فليمس منه، وعليكم بالسواك.

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”یہ عید کا دن ہے، اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کے لیے اسے عید کا دن قرار دیا ہے، لہٰذا جو کوئی جمعہ کے لیے آئے تو غسل کر کے آئے، اور اگر خوشبو میسر ہو تو لگا لے، اور تم لوگ اپنے اوپر مسواک کو لازم کر لو“ [سنن ابن ماجہ/کتاب اقامۃ الصلاۃ والسنۃ/حدیث: 1098]

وضاحت: (۱): اس حدیث سے معلوم ہوا ہے کہ غسل نماز جمعہ کے لئے مسنون ہے نہ کہ جمعہ کے دن کے لئے، اور بعضوں نے کہا: جمعہ کے دن کے لئے مسنون ہے، پس جس پر جمعہ فرض نہ ہو، جیسے عورت، مریض، مسافر یا نابالغ اور وہ جمعہ کی نماز کے لئے آنے کا ارادہ بھی نہ رکھتا ہو تو اس کو بھی غسل کرنا مستحب ہوگا، اور پہلے قول کے لحاظ سے جن پر جمعہ فرض نہیں ہے ان پر غسل نہیں ہے۔

جمعہ کے دن قرآن پاک کی تلاوت کا حکم:

یوں تو جمعہ کا دن مبارک اور برکتوں والا دن ہے مگر مزید اس شخص کے کیا کہنے جو اس مبارک دن میں قرآن مجید کی تلاوت کرتا ہے خاص کر سورۃ الکھف کی تلاوت کرنے کی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تاکید کی ہے اس کا اجر وثواب یہ بتلایا کہ جو شخص جمعہ کے دن سورۃ الکھف کی تلاوت کرے یا کم از کم ایک رکوع کی تلاوت کرے تو وہ دجال کے فتنوں سے محفوظ ہوگا۔

من حفظ عشر آيات من اول سورة الكهف عصم من الدجال ،

جو شخص سورہ کہف کی دس آیات بھی یاد کر لے تو وہ دجال کے فتنوں سے محفوظ ہوگا (مسلم، حدیث 809)

جمعہ کے دن کثرت سے درود پڑھنے کی فضیلت:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جمعہ کے دن کثرت سے درود پڑھنے کا حکم دیا ہے جیسا کہ حدیث مبارکہ میں مذکور ہے۔

عن أوس بن أوس، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ان من أفضل أيامكم يوم الجمعة فيه خلق آدم، وفيه قبض، وفيه النفخة، وفيه الصعقة، فأكثروا على من الصلاة فيه فان صلاتكم معروضة على قال: قالوا: يا رسول الله، وكيف تعرض صلاتنا عليك وقد أرمت؟ يقولون: بليت، فقال: ان الله عزوجل حرم على الارض أجساد الأنبياء.

اوس بن اوس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”تمہارے سب سے بہتر دنوں میں سے جمعہ کا دن ہے، اسی دن آدم پیدا کئے گئے، اسی دن ان کی روح قبض کی گئی، اسی دن صور پھونکا جائے گا اسی دن چیخ ہوگی اس لیے تم لوگ اس دن مجھ پر کثرت سے درود بھیجا کرو، کیونکہ تمہارا درود مجھ پر پیش کیا جاتا ہے“۔ اوس بن اوس کہتے ہیں: لوگوں نے کہا: اللہ کے رسول! ہمارا درود آپ پر کیسے پیش کیا جائے گا جب کہ آپ (مر کر) بوسیدہ ہو چکے ہوں گے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ نے زمین پر پیغمبروں کے بدن کو حرام کر دیا ہے“۔ [سنن ابی داود/تفرح ابواب الجمعۃ/حدیث: 1047]

وضاحت: (۱): جس کی ہولناکی سے سارے لوگ مر جائیں گے۔

قال الشيخ الألباني: صحیح اور درود پڑھنے اہمیت اور فضیلت کا اندازہ آپ اس حدیث سے لگا سکتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ

جو شخص مجھ پر کثرت سے درود پڑھنے کا تو اللہ تعالیٰ اس کے سارے غم کو ختم کر دیں گے جیسا کہ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی حدیث میں مذکور ہے۔

عن الطفيل بن أبى بن كعب، عن أبيه، قال: كان رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا ذهب ثلثا الليل قام، فقال: يا ايها الناس اذكروا الله، اذكروا الله جاء ت الراجفة تتبعها الرادفة جاء الموت بما فيه جاء الموت بما فيه قال ابى : قلت يا رسول الله انى أكثر الصلاة عليك فكم أجعل لك من صلاتى؟ فقال: ما شئت قال: قلت: الربع؟ قال: ما شئت فان زدت فهو خير لك قلت النصف؟ قال: ما شئت فان زدت فهو خير لك قال: قلت فالثلثين؟ قال:

ماشئت فان زدت فهو خير لک قلت: اجعل لک صلاتي کلها قال: اذاتکفي همک ويعفو لک ذنبک قال أبو عيسى هذا حديث حسن صحيح.

ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جب دو تہائی رات گزر جاتی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اٹھتے اور فرماتے: لوگو! اللہ کو یاد کرو، اللہ کو یاد کرو، کھڑ کھڑانے والی آ گئی ہے اور اس کے ساتھ ایک دوسری آ لگی ہے، موت اپنی فوج لے کر آ گئی ہے۔ موت اپنی فوج لے کر آ گئی ہے''، میں نے عرض کیا: اللہ کے رسول! میں آپ پر بہت صلاۃ (درود) پڑھا کرتا ہوں سو اپنے وظیفے میں آپ پر درود پڑھنے کے لیے کتنا وقت مقرر کرلوں؟ آپ نے فرمایا: ''جتنا تم چاہو''، میں نے عرض کیا چوتھائی؟ آپ نے فرمایا: ''جتنا تم چاہو اور اگر اس سے زیادہ کرلو تو تمہارے حق میں بہتر ہے''، میں نے عرض کیا: آدھا؟ آپ نے فرمایا: ''جتنا تم چاہو اور اگر اس سے زیادہ کرلو تو تمہارے حق میں بہتر ہے، میں نے عرض کیا دو تہائی؟'' آپ نے فرمایا: ''جتنا تم چاہو اور اگر اس سے زیادہ کرلو تو تمہارے حق میں بہتر ہے، میں نے عرض کیا: وظیفے میں پوری رات آپ پر درود پڑھا کروں؟۔ آپ نے فرمایا: ''اب یہ درود تمہارے سب غموں کے لیے کافی ہوگا اور اس سے تمہارے گناہ بخش دیئے جائیں گے''۔

امام ترمذی کہتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

نماز جمعہ کے لیے مستحب اعمال:

نماز جمعہ کو اللہ تعالی نے مؤمنین کے لیے عید کا دن قرار دیا ہے لہٰذا جو شخص نماز جمعہ کا قصد کرے اس کے لیے مسنون ہے کہ وہ غسل کرے اچھا عمدہ لباس زیب تن کرے اچھی خوشبو لگائے اور وقت مقررہ سے پہلے مسجد جا کر سنن ونوافل وتلاوت قران میں مشغول رہے۔

جیسا کہ حدیث رسول میں مذکور ہے:

عن ابن عباس قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ان هذايوم عيد جعله الله للمسلمين، فمن جاء الى الجمعة فليغتسل، وان كان طيب فليمس منه، وعليكم بالسواك.

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''یہ عید کا دن ہے، اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کے لیے اسے عید کا دن قرار دیا ہے، لہٰذا جو کوئی جمعہ کے لیے آئے تو غسل کرکے آئے، اور اگر خوشبو میسر ہو تو لگا لے، اور تم لوگ اپنے اوپر مسواک کو لازم کرلو'' [سنن ابن ماجہ/ کتاب اقامة الصلاة والسنة/ حدیث: 1098]

اور دوسری حدیث میں مذکور ہے۔

حدثنا مسدد، حدثنا ابو معاوية، عن الاعمش، عن أبي صالح، عن أبي هريرة، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من توضاء فأحسن الوضوء، ثم أتى الجعمة فاستمع وأنصت غفر له ما بين الجمعة الى الجمعة، وزيادة ثلاثة أيام، ومن مس الحصى فقد لغا.

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو شخص اچھی طرح وضو کرے پھر جمعہ کے لیے آئے اور غور سے خطبہ سنے اور خاموش رہے تو اس کے اس جمعہ سے دوسرے جمعہ تک کے اور مزید تین دن کے گناہ (۱) بخش دیئے جائیں گے اور جس نے کنکریاں ہٹائیں تو اس نے لغو حرکت کی''۔ [سنن ابی داود/ تفرح ابواب الجمعة/ حدیث: 1050]

وضاحت: (۱): مراد گناہ صغیرہ ہیں۔

قال الشيخ الالباني: صحيح: صحيح مسلم (758)

نماز جمعہ کے لیے جلدی کرنا:

نماز جمعہ کے لیے جلدی جانا باعثِ اجر وثواب ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

عن أبي هريرة رضي الله عنه، أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: من اغتسل يوم الجمعة غسل الجنابة، ثم راح فكانما قرب بدنة، ومن راح في الساعة الثانية فكانما قرب بقرة، ومن راح في الساعة الثالثة فكانما قرب كبشا أقرن، ومن راح في الساعة الرابعة فكأنما قرب دجاجة، ومن راح في الساعة الخامسة فكأنما قرب بيضة، فاذا خرج الامام حضرت الملائكة يستمعون الذكر.

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص جمعہ کے دن غسل جنابت کرکے نماز پڑھنے جائے تو گویا اس نے ایک اونٹ کی قربانی دی (اگر اول وقت مسجد میں پہنچا) اور اگر بعد میں گیا تو گویا ایک گائے کی قربانی دی اور جو تیسرے نمبر پر گیا تو گویا اس نے ایک سینگ والے مینڈھے کی قربانی دی۔ اور جو کوئی چوتھے نمبر پر گیا تو اس نے گویا ایک مرغی کی قربانی دی اور جو کوئی پانچویں نمبر پر گیا اس نے گویا انڈا اللہ کی راہ میں دیا۔ لیکن جب امام خطبہ کے لیے باہر آجاتا ہے تو فرشتے خطبہ سننے میں مشغول ہوجاتے ہیں۔

[صحیح البخاری/ کتاب الجمعة/ حدیث: 881]

آخر میں اللہ تعالی سے دعا ہے کہ رب العالمین ہم تمام مسلمانوں کو نماز جمعہ کی اہمیت اور فضیلت کو سمجھ کر اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے آمین یارب العالمین

☆☆☆

پندرہ روزہ جریدہ ترجمان دہلی

مولانا عبدالمنان شکراوی، دہلی

نصیحت وخیر خواہی کی اہمیت

نصیحت یا خیرخواہی ایک جامع کلمہ ہے جس کا مقصد نصیحت کیے جانے والے شخص کے ساتھ بھلائی کا ارادہ، اس کی بھلائی کا بندوبست، اس کی رہنمائی، عیب کی باتوں سے گریز کرنے کی تنبیہ اور قول وعمل وکردار میں بے راہ روی سے باز رکھنا ہے۔ فرمان نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے: دین خیرخواہی کا نام ہے، دین خیرخواہی کا نام ہے، دین خیرخواہی کا نام ہے۔ آپ نے اسے تین بار دوہرایا۔ صحابہ نے عرض کی: اے اللہ کے رسول! خیرخواہی کس کے لیے؟ فرمایا: اللہ کے لیے، اس کی کتاب کے لیے، اس کے رسول کے لیے اور مسلمانوں کے پیشواؤں اور عوام کے لیے۔ (مسلم)

حدیث کے الفاظ ’’دین خیرخواہی کا نام ہے‘‘ پر غور کیجیے۔ دین اسلام میں خیرخواہی کی عظمت شان کی بنا پر گویا پورے دین کو اسی پر منحصر کردیا اور اسے دین اور اسلام کا نام دے دیا۔ خیرخواہی سچی محبت کا پیمانہ اور خالص بھائی چارے کا عنوان ہے۔ لہٰذا تمہارا بھائی وہی ہے جو تمہیں نصیحت کرے اور خیرخواہی کا رویہ رکھے۔ کسی کی کوئی بھی حیثیت ہو، حاکم وعالم ومعلم کی حیثیت سے اس کا رتبہ کتنا ہی بڑا کیوں نہ ہو، خاندان کا سربراہ ہو، مالدار، محتاج، مذکر ومؤنث کوئی بھی ہو وہ نصیحت وخیرخواہی سے بے نیاز نہیں ہوسکتا۔

نصیحت اور باہم خیرخواہی، مسلمانوں کے سب سے بڑے باہمی حقوق میں سے ہے۔ جیسا کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مسلمان کے مسلمان پر چھ حق ہیں۔ جن میں ایک حق یہ کہ جب ایک مسلمان تم سے نصیحت (خیرخواہی) طلب کرے تو اس کو نصیحت (خیرخواہی) کرو۔ (مسلم)

ایک دوسرے کو اچھی بات کی نصیحت کرنا چاہے کوئی مانے یا نہ مانے اور باہم خیرخواہی کرنا ہر مسلمان کی ذمہ داری ہے جس کی انجام دہی لازمی وضروری ہے، اسی طرح اللہ تعالیٰ کے سامنے عذر پیش کرنے کے لیے بھی ضروری ہے کہ اے اللہ! ہم نے تو انہیں نصیحت کی تھی لیکن وہ نہیں مانے تو ہمارا کیا قصور ہے؟ اسی بات کو اس فرمان الٰہی میں بیان کیا گیا ہے: وَإِذْ قَالَتْ أُمَّةٌ مِّنْهُمْ لِمَ تَعِظُونَ قَوْماً اللّهُ مُهْلِكُهُمْ أَوْ مُعَذِّبُهُمْ عَذَاباً شَدِيداً قَالُواْ مَعْذِرَةً إِلَى رَبِّكُمْ وَلَعَلَّهُمْ يَتَّقُونَ (الاعراف:۱۶۴) ترجمہ: ’’اور جب کہ ان میں سے ایک جماعت نے یوں کہا کہ تم ایسے لوگوں کو کیوں نصیحت کرتے ہو جن کو اللہ بالکل ہلاک کرنے والا ہے یا ان کو سخت سزا دینے والا ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ تمہارے رب کے روبرو عذر کرنے کے لیے اور اس لیے کہ شاید یہ ڈر جائیں۔‘‘

نصیحت کرنے والوں سے بغض ودشمنی کرنا، انہیں تکلیف پہنچانا، ان کی عزت وآبرو سے کھلواڑ کرنا اور ان کے نیک مقاصد میں شکوک وشبہات پیدا کرنے سے باز رہو۔ یہ بہت ہی نقصاندہ عمل اور اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا سبب ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: جو لوگ نصیحت نہیں کرتے ان میں بھلائی کا کوئی پہلو نہیں ہے۔ اسی طرح جو لوگ نصیحت کرنے والوں سے محبت نہیں کرتے ان میں بھی کوئی خیر نہیں ہے۔ لہٰذا نصیحت کرنے والوں سے محبت والفت کا جذبہ معاشرے کے اندر خوب پھلنا پھولنا چاہیے اور انہیں خوش آمدید کہنا چاہیے۔ اسی طرح ان کی ہمت افزائی بھی ہونی چاہیے۔ (الاستقامۃ) بڑا ہی مشہور مقولہ ہے: ’’جو تمہیں نصیحت کر رہا ہے تو سمجھو وہ تم سے محبت کرتا ہے اور جو چاپلوسی کر رہا ہے وہ درحقیقت تمہیں دھوکہ دے رہا ہے۔‘‘ نصیحت کرنے والوں سے محبت کی نشانی یہ ہے کہ جس کو نصیحت کی جارہی ہے وہ ان کی نصیحت قبول کرلے اور نصیحت سے صدق دلی اور وسعت قلبی کے ساتھ خوش ہوجائے۔ نصیحت قبول کرنے کا برملا اظہار کرے اور شکر وسپاس بجالائے نیز اس کے مطابق عمل کا عزم کرلے۔

کہا جاتا ہے کہ نصیحت کریں تو بہترین انداز میں، قبول چاہے جیسے کرلیں۔ مسلمانوں میں باہم نصیحت وخیرخواہی کا جذبہ ختم ہوجانا یا کمزور ہوجانا، بہت سی مصیبتوں کا سبب ہے، اسی طرح برائیوں کے پھیلنے، غیبت وچغلی، دوسروں کو حقیر جاننے، ان کا مذاق اڑانے اور تعلقات خراب ہوجانے اور اختلاف وانتشار کا سبب ہے۔ یوں سمجھ لیجیے کہ نصیحت کی ضد دھوکہ، نفاق اور چاپلوسی ہے۔

بعض لوگوں میں عیب پایا جاتا ہے لیکن انہیں اس کا احساس ہی نہیں ہوتا۔ البتہ اس کے ساتھیوں اور بھائی بندوں کو اس کا یہ عیب خوب نظر آتا ہے لیکن وہ اسے نصیحت ہی نہیں کرتے بلکہ اس کی عزت وآبرو کے سلسلے میں باتیں بناتے ہیں۔ کوئی آکر اسے نصیحت نہیں کرتا اور نصیحت کے آداب کے تحت اسے نصیحت کرنے کی کوشش نہیں کرتا۔ یہ سب مؤمنوں کے درمیان بھائی چارے کے تقاضوں کے خلاف ہے لہٰذا جب آپ اپنے مسلمان بھائی کے اندر کوئی عیب دیکھیں تو مناسب بات یہ ہے کہ آپ اسے نصیحت کے آداب کو ملحوظ رکھتے ہوئے نصیحت کریں کیونکہ یہ ایک مسلمان کا دوسرے مسلمان پر حق ہے۔

نصیحت کے آداب: اخلاص یعنی نصیحت کرنے والا اللہ تعالیٰ سے اجر وثواب کا خواستگار ہو اور جس کو نصیحت کر رہا ہے اس کی بھلائی کا ارادہ رکھتا ہو۔ کیونکہ بعض لوگ نصیحت کے عمل کو جسے نصیحت کی جارہی ہے اسے

شرمسار کرنے، ذلیل کرنے، ڈانٹ ڈپٹ اور اس کے مقام ومرتبے کو گرانے کا ذریعہ بناتے ہیں جو کہ نصیحت کے آداب کے سراسر خلاف ہے۔لہٰذا مناسب ہے کہ نصیحت کا مقصد صحیح اور نیک ہو۔وہ نصیحت سے اجر وثواب کا ارادہ رکھے اور جس کو نصیحت کر رہا ہے اس کی بھلائی چاہتا ہو۔

نصیحت کا انداز نرمی اور ملائمت کا ہونا چاہیے کیونکہ نرمی جس چیز میں بھی ہوگی، اسے خوبصورت بنادے گی۔فرعون جس نے ''انا ربکم الاعلی'' کہہ کر رب ہونے کا دعویٰ کیا وہ زمین پر سب سے بڑا سرکش تھا اس کی طرف بھی جب اللہ تعالیٰ نے موسیٰ اور ہارون علیہما السلام کو نبی بنا کر بھیجا تو فرمایا: فَقُولَا لَهُ قَوْلًا لَّيِّنًا لَّعَلَّهُ يَتَذَكَّرُ أَوْ يَخْشَى (طہ:۴۴) ترجمہ: اسے نرمی سے سمجھاؤ کہ شاید وہ سمجھ لے یا ڈر جائے۔''

انسانی فطرت ظلم اور سختی سے نفرت اور نرمی اور مہربانی سے محبت کرتی ہے لہٰذا مناسب ہے کہ نصیحت کرتے وقت نرمی، مہربانی اور حسن اخلاق کا مظاہرہ کیا جائے۔ ویسے بھی نصیحت کتنے بھی اچھے انداز میں کی جائے اس میں تنقید کا پہلو بہر حال ہوتا ہے جو کہ نفس پر بھاری محسوس ہوتا ہے۔اس لیے نرمی ضروری ہے۔

مؤمن پردہ پوشی کرنے والا اور خیر خواہ ہوتا ہے جبکہ منافق عزت وناموس تار تار کرنے والا اور رسوا کرنے والا ہوتا ہے۔جب آپ کسی کو نصیحت کرنے کا ارادہ کریں تو کھلم کھلا سرعام نصیحت نہ کریں بلکہ نرمی سے، شائستگی کے ساتھ اور مہربانی سے نجی طور پر مشورہ دیں۔

امام شافعی رحمہ اللہ کا قول ہے: جس نے اپنے بھائی کو خاموشی کے ساتھ نصیحت کی تو حقیقت میں اس نے اس کی خیر خواہی کی۔اس کے برعکس جس نے علی الاعلان نصیحت کی تو گویا اس نے اسے رسوا وذلیل کیا۔'' اور یہ بھی اچھی بات ہے کہ نصیحت کے ساتھ جس کو نصیحت کر رہے ہیں اس کی نیک نیتی پر شک نہ کیا جائے اور اس کے غلط کام یا رویے کے لیے عذر تلاش کیا جائے کہ ممکن ہے کسی عذر کی بنا پر اس نے ایسا کیا ہو۔بعض سلف کا قول ہے کہ جب تم تک تمہارے کسی بھائی کے سلسلہ میں ناشائستہ بات پہنچے تو اس کے لیے عذر تلاش کرو۔اگر عذر نہ ملے تو کہو کہ ہوسکتا ہے کوئی عذر ہو لیکن میرے علم میں نہیں۔''بعض کا قول ہے کہ کسی سے ایسی بات کو لیکر نہ ملو جسے وہ ناپسند کرتا ہے۔کیونکہ اگر آپ کو اسے نصیحت کرنی ہے تو یہ بات نصیحت قبول کرنے سے اسے روک دے گی۔

مؤمن کی مثال دو ہاتھوں کی سی ہے جن میں سے ایک دوسرے کو دھو کر صاف کرتا ہے۔مؤمن بھی اپنے مؤمن بھائی کی گندگی کو برسرعام پھیلاتا نہیں بلکہ اسے خاموشی کے ساتھ سمجھا بجھا کر اور اس غلط عادت یا کام سے باز رکھ کر پاک وصاف کرتا ہے۔حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا میں تمہیں ایسے لوگوں کی خبر نہ دوں جو نہ انبیاء ہیں اور نہ شہداء۔لیکن قیامت کے دن انبیاءؑ وشہداء بھی ان پر رشک کریں گے کیونکہ وہ قیامت کے دن نور کے منبروں پر ہوں گے۔صحابہؓ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! وہ کون لوگ ہیں ؟فرمایا: جو اللہ کے بندوں کو اللہ کے لیے محبوب بناتے ہیں، اسی طرح بندوں کے لیے اللہ کو محبوب بنانے کی سعی کرتے ہیں اور وہ زمین پر نصیحت وخیر خواہی کرنے والے بن کر چلتے پھرتے ہیں۔صحابہؓ نے عرض کیا: اللہ کو بندوں کے نزدیک محبوب بنانا تو سمجھ میں آتا ہے لیکن بندوں کو اللہ کا محبوب کیسے بنایا جائے گا؟ فرمایا: وہ اللہ کی محبت کا حکم دیں گے اور اللہ کو جو اعمال ناپسند ہیں ان سے روکیں گے۔پھر لوگ ان نصیحت کرنے والوں کی بات مان لیں گے تو اللہ کے محبوب بن جائیں گے۔(شعب الایمان)

مسلمان آپس میں ایک عمارت کی طرح ہیں جس کا بعض حصہ بعض حصے کو تقویت بخشتا ہے۔مسلمان آپس میں نیکی، پرہیزگاری، حق اور صبر کی وصیت کرنے اور بھلائی کا حکم دینے اور برائی سے روکنے میں ایک دوسرے کی مدد کرتے ہیں۔ایک مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے، وہ اس کی پردہ پوشی کرتا ہے، اس کی لغزش سے درگزر کرتا ہے، اس کا عذر قبول کرتا ہے، غائبانے میں اس کا دفاع کرتا ہے اور ہمیشہ اس کی بھلائی کا خواستگار رہتا ہے۔

نصیحت بہت ہی اچھی عادت ہے جسے معاشرے میں فروغ حاصل ہونا چاہیے۔ جب معاشرے میں خیر خواہی کا جذبہ پروان چڑھے گا، معاشرہ نصیحت وخیر خواہی کرنے والوں سے محبت کرے گا اور اسے مقبولیت حاصل ہوگی تو اس میں فضیلت کا پھیلاؤ ہوگا، رحمت کا نزول ہوگا اور ذلت ورسوائی پیچھے چلی جائے گی۔

صحیحین میں حضرت جریر بن عبداللہ بجلی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے نماز قائم کرنے، زکوۃ ادا کرنے اور ہر مسلمان سے خیر خواہی کرنے پر بیعت کی۔'' امام خطابی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز اور زکوۃ کی طرح مسلمانوں کی خیر خواہی کو بھی بیعت کے لیے شرط قرار دیا تھا۔اس سے دین اسلام میں نصیحت وخیر خواہی کی عظمت شان کا پتہ چلتا ہے۔

نصیحت وخیر خواہی کے سلسلے میں نبوی طریق: بطور نمونہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک صحابی کا واقعہ پیش خدمت ہے۔ آپ نے اس کے اندر کس طرح عیب کا مشاہدہ کیا اور نصیحت فرمائی اور پھر اس نے وہ نصیحت کس طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے قبول فرمائی۔صحیحین میں حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ سے مروی ہے انہوں نے کہا کہ میں نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے دست سوال دراز کیا تو آپ نے عنایت فرمایا۔میں نے پھر مانگا تو آپ نے پھر دیا۔میں نے پھر سوال کیا تو آپ نے پھر دیا اور فرمایا: اے حکیم! یہ دولت بڑی سرسبز اور بہت ہی شیریں ہے۔لیکن جو شخص اسے اپنے دل کو سخی رکھ کر لے تو اس کی دولت میں برکت ہوتی ہے۔اور جو لالچ کے ساتھ لیتا ہے تو اس کی دولت میں کچھ بھی برکت نہیں ہوگی۔اس کا حال اس شخص جیسا ہوگا جو کھاتا ہے لیکن آسودہ نہیں

ہوتا (یاد رکھو) اوپر کا ہاتھ نیچے کے ہاتھ سے بہتر ہے۔ حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے عرض کی اس ذات کی قسم جس نے آپ کو سچائی کے ساتھ مبعوث کیا ہے ۔ اب اس کے بعد میں کسی سے کوئی چیز نہیں لوں گا۔ تا آنکہ اس دنیا ہی سے میں جدا ہو جاؤں۔ چنانچہ ابوبکر رضی اللہ عنہ حکیم رضی اللہ عنہ کو ان کا معمول دینے کو بلاتے تو وہ لینے سے انکار کر دیتے۔ پھر عمر رضی اللہ عنہ نے بھی انہیں ان کا حصہ دینا چاہا تو انہوں نے اس کے لینے سے انکار کر دیا۔ اس پر عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مسلمانوں میں تمہیں حکیم بن حزام کے معاملہ میں گواہ بناتا ہوں کہ میں نے ان کا حق انہیں دینا چاہا لیکن انہوں نے لینے سے انکار کر دیا۔ غرض حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اسی طرح کسی سے بھی کوئی چیز لینے سے ہمیشہ انکار ہی کرتے رہے۔ یہاں تک کہ وفات پا گئے۔"

ذرا غور کیجیے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے کس طرح ایک صحابی کے اندر عیب دیکھا جس کا اسے خود احساس نہیں تھا اور پھر آپ نے اسے سادہ سے انداز میں نصیحت فرمائی جو اس کے دل و دماغ میں اتر گئی چنانچہ اس نے اس نصیحت کو مرتے دم تک حرز جان بنائے رکھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس صحابی کی مال دولت کے سلسلے میں حرص و لالچ اور بار بار سوال کو دیکھا تو آپ نے اسے نصیحت کا ارادہ فرمایا۔ پہلے اسے تین دفعہ مال دے کر اس کی ضرورت پوری کی پھر نصیحت فرمائی۔ اور نصیحت بھی خفیہ طریقے سے کی۔ نصیحت اس انداز میں کی کہ براہ راست اس کی ذات پر نکیر نہیں کی بلکہ اس کے فعل کو نشانہ بنایا۔ یہی نصیحت کرنے کا صحیح طریقہ ہے جس کو نصیحت کی جا رہی ہے اس کی ذات کی طرف اس کا رخ نہ ہو بلکہ اس کے فعل کی طرف ہو۔ نصیحت کا صحیح طریقہ یہی ہے کہ آپ جس کو نصیحت کر رہے ہیں اس سے صادر ہونے والا فعل نصیحت کا محور ہو نہ کہ اس کی ذات۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب اسے نصیحت کی تو براہ راست نصیحت نہیں کی اور یہ نہیں کہا کہ میں نے تمہارے اندر یہ خامی دیکھی بلکہ حکمت و دانائی سے اس کا فائدہ بتایا اور کہا کہ یہ مال سرسبز و شیریں ہے جو اسے سخاوت نفس کے ساتھ لے گا تو اس میں برکت ہوگی اور جو حرص و لالچ کے جذبے لے گا تو برکت نہیں ہوگی اور اس شخص کی طرح ہو جائے گا جو کھاتا تو ہے لیکن شکم سیر نہیں ہوتا اور اوپر والا ہاتھ نیچے والے ہاتھ سے بہتر ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ نہیں فرمایا کہ تو لالچی ہے بلکہ دونوں پسند کھول کر بتا دیں۔ آپ کی نصیحت میں چونکہ اس کے تمام آداب ملحوظ تھے اسی لیے اس کا بھرپور فائدہ ہوا۔ جو حکیم رضی اللہ عنہ آپ سے بار بار سوال کر رہے تھے انہوں نے کبھی سوال نہ کرنے کا عہد کیا اور نہ صرف آپ کی حیات مبارکہ میں بلکہ بعد کے ادوار میں بھی انہوں نے کسی سے مال و دولت قبول نہ کی۔

☆☆☆

(بقیہ صفحہ ۲۶ کا)

(۶) سودی قرض Home Loan, Car Loan

سودی ملاوٹ والے کاروبار

یہ کاروبار بظاہر جائز نظر آتے ہیں، مگر ان کے معاہدے یا شرائط حرام ہیں۔

(۱) بیمہ کمپنیاں: رقم پر منافع اور شرائط لگانے کا عنصر

(۲) جوا اور سود حرام ہے

(۳) سودی بینک کی کمپنیوں میں سرمایہ لگانا حرام ہے۔

Mutaul Funds Bonds خریدنا

(۴) الکوحل، جوا، سودی بینک کے فحاشی سے جڑی کمپنیوں میں انویسمنٹ، حرام کمپنیوں کے شیئرز (Stock Market Bajaj Finance) قسطوں میں اضافی رقم لینا اصل قیمت سے بڑھا کر بیچنا Micro Finance Group

حرام پروڈکٹس پر مبنی کاروبار

شراب، بیئر، الکوحل، سور کا گوشت، جیلاٹین اور (حرام سورس)

حرام نشہ آور اشیاء، ڈرگز، جوا، لاٹری، قمار بازی، فحاشی اور عریانی کا بزنس، دھوکا یا ناجائز طریقے پر مبنی کاروبار، جان کو خطرہ، جعلی دوائیں، ناپ تول میں کمی، اسمگلنگ، چوری کا مال خریدنا، جھوٹی مارکیٹنگ۔

سود کی حرمت قرآن مجید میں:

(۱) وہ کاروبار جس کو واضح طور پر اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا ہو۔ (۲) لوگوں کو نقصان پہنچانے والے کاروبار (۳) ناجائز چیزوں پر مبنی کاروبار (۴) سود، جوا، دھوکہ یا جھوٹ پر قائم کاروبار (۵) شراب، منشیات کی خرید و فروخت (۶) سود پر مبنی کاروبار (بینک سود، انٹرسٹ والا لین دین، قسطوں پر ناجائز شرطیں) جوا اور لاٹری Betting Gambling (۷) حرام جانور یا ان کے گوشت سور، مردار، ناپاک چیزیں (۸) فحاشی و بے حیائی سے متعلق کاروبار (فحش فلمیں، عریانی، جسم فروشی وغیرہ) (۹) رشوت کے ذریعے کمایا ہوا مال (۱۰) دھوکہ ملاوٹ جھوٹی کو الٹی تیار کر فروخت کرنا۔ (۱۲) جادو ٹونہ فال نکالنا یا اس سے متعلق (۱۳) معصیت پھیلانے والے شرکیہ کام اور بدعتی رسومات کے سامان بیچنا مورتیاں تراشنا پوجا کا سامان فروخت کرنا۔

حلال کاروبار کی شرطیں:

دھوکہ جھوٹ سے سود سے پاک، نفع بخش اور مفید، صاف اور جائز چیزیں، نیت اچھی ہے اور اسلامی اصول کے مطابق

☆☆☆

مولانا خورشید عالم مدنی، پٹنہ

(دوسری قسط)

دین اسلام کا روشن قانون - امانت

امانت کی ضد خیانت ہے۔ اسلام میں خیانت خواہ کسی طرح کی ہو، مال و دولت کی ہو، عہدہ ومنصب کی ہو، ملکی رازوں کی ہو، غنیمت کے مال میں ہو، انتہائی مبغوض اور بری شے اور قبیح عادت ہے۔ یہ ایسا عمل ہے جسے اللہ تعالی نے اپنے کسی نبی کے لئے جائز قرار نہیں دیا ہے۔ وَمَا كَانَ لِنَبِيٍّ أَن يَغُلَّ وَمَن يَغْلُلْ يَأْتِ بِمَا غَلَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ثُمَّ تُوَفَّى كُلُّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ وَهُمْ لاَ يُظْلَمُونَ (آل عمران: 161) ''کسی نبی کے لیے مناسب نہیں کہ وہ خیانت کرے، ہر خیانت کرنے والا خیانت کو لیے ہوئے قیامت کے دن حاضر ہوگا۔ پھر ہر شخص کو اپنے اعمال کا پورا پورا بدلہ دیا جائے گا اور ان پر ظلم نہیں کیا جائے گا''۔

خیانت کرنے والے سماج میں اپنی عزت کھو بیٹھتے ہیں۔ قوم کا اس پر سے اعتماد ختم ہو جاتا ہے، انہیں کوئی پوچھتا نہیں ہے۔ یہ ایک دینی واخلاقی جرم ہے، یہی وجہ ہے کہ اسلام کی نگاہ میں صاحب ایمان امانت دار ہوتے ہیں اور نعمت ایمان سے محروم خائن۔ خیانت ایک یہودی صفت ہے۔ وَمِنْهُم مَّنْ إِن تَأْمَنْهُ بِدِينَارٍ لاَّ يُؤَدِّهِ إِلَيْكَ إِلاَّ مَا دُمْتَ عَلَيْهِ قَآئِماً (آل عمران: 75) ''اور ان (اہل کتاب) میں سے بعض ایسے بھی ہیں کہ اگر تو انہیں ایک دینار بھی امانت دے تو تجھے ادا نہ کرے۔ ہاں یہ اور بات ہے کہ تو اس کے سر پر ہی کھڑا رہے''۔ اور اس کے برعکس ایمان والوں کی پہچان اور ان کا اعلیٰ وصف ہے وَالَّذِينَ هُمْ لِأَمَانَاتِهِمْ وَعَهْدِهِمْ رَاعُونَ (المؤمنون: 8) ''جو اپنی امانتوں اور وعدوں کی حفاظت کرنے والے ہیں''۔

امانت کی عظمت اور خیانت کی شناعت وقباحت کا اندازہ اس فرمان نبوی سے بھی لگایا جا سکتا ہے کہ انسان کی دینداری سے سب سے پہلے جو چیز اٹھائی جائے گی، وہ امانت ہے یعنی انسان اپنے دین سے جس چیز کو سب سے پہلے گنوائے گا وہ اس کی شان امانت ہوگی پھر وہ اموال امانت میں ہاتھ ڈالنے سے بھی باز نہیں آئے گا ''أول ما تفقدون من دينكم الأمانة'' (مجمع الزوائد: 332/7)

آخری زمانے میں امانت اٹھالی جائے گی، لوگ بڑے خائن ہو جائیں گے، امانت دار کم ہو جائیں گے۔ یہ پیش گوئی کی ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ''ينام الرجل النومة فتقبض الأمانة من قلبه فيظل أثرها مثل أثر الركت.. فيصبح الناس يتبايعون فلا يكاد أحد يؤدي الأمانة أن يقال ان في بني فلان رجلا أمينا'' (بخاری: 6497) ''ایک شخص سوئے گا اور اسی میں امانت اس کے دل سے ختم ہو جائے گی اور بے ایمانی کا ہلکا نشان پڑ جائے گا۔ پھر صبح اٹھ کر لوگ خرید و فروخت کریں گے لیکن مارکیٹ میں خائنوں کا غلبہ ہوگا، امین کم ہو جائیں گے۔ کہا جائے گا فلاں قبیلہ میں ایک امانت دار شخص ہے''۔ دین اسلام امانت کی پابندی و رعایت کا اس قدر پابند ہے کہ اس نے ان ہدایا کو لینے پر بھی پابندی عائد کر دی ہے، جو بطور رشوت اپنی مقصد برآری کے لیے دی جاتی ہے۔ جسے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ''ابن اللتبیۃ'' کو صدقات وصول کرنے پر مامور کیا۔ وہ شخص جب مال صدقہ لے کر آیا تو کہا ''هذا لكم وهذا أهدى لي'' ''یہ بیت المال کا مال ہے اور یہ مجھے ہدیہ میں ملا ہے'' راوی حدیث کا بیان ہے کہ اللہ کے رسول نے فرمایا فانی أستعمل رجل منكم على العمل بما ولاه الله فيأتي فيقول هذا لكم و هذه هدية أهديت الي أفلا جلس في بيت أمه وأبيه حتى تأتيه ان كان صادقا ولقى الله يحمل ان كان على رقبته بعير له رغاء أو بقرة له خوار أو شاة تيعر... ثم رفع يديه حتى رئي بياض ابطيه '' (بخاری: 2597، کتاب الاحکام باب ہدایا العمال) میں ایک شخص کو عامل صدقات مقرر کر کے روانہ کرتا ہوں، وہ جب واپس ہوتا ہے تو کہتا ہے کہ یہ مال آپ (بیت المال) کا ہے اور یہ مال مجھے تحفتاً ملا ہے۔ کیوں نہیں وہ اپنے ماں، باپ کے گھر میں بیٹھ کر دیکھتا ہے کہ اس کے پاس ہدیہ وتحفہ میں کتنا مال آتا ہے۔ ایسا عامل جو چیز بھی (ہدیہ کے طور پر) لے گا، قیامت کے دن اسے اپنی گردن پر اٹھاتے ہوئے آئے گا۔ اگر اونٹ ہوگا تو وہ بھی اپنی آواز نکالتا ہوگا، گائے ہوگی، وہ بھی آواز نکالتی ہوگی، بکری ہوگی وہ بھی بولتی ہوگی۔ معلوم یہ ہوا کہ عاملوں کو جو تحفے دیے جائیں، اسے لینا قطعاً جائز نہیں۔ وہ سارا مال بیت المال کا ہے۔ اگر وہ تحفے لے لیتا ہے تو یہ خیانت ہے۔ اس طرح آپ نے امراء وحکام کو بھی اپنے عہدے اور منصب کا فائدہ اٹھاتے ہوئے خیانت کرنے سے منع فرمایا۔

خیانت سے متعلق معاذ بن جبلؓ کو نصیحت:

معاذ بن جبلؓ کو یمن کا گورنر بنا کر بھیجتے ہوئے ان سے فرمایا، وہ خود بیان کرتے ہیں بعثني رسول الله صلى الله عليه وسلم الى اليمن فلما سرت ارسل في أثري فرددت قال اتدري لم بعثت اليك لما قال لا تصيبن شيئا بغير أذني فانه غلول و من يغلل يأت بما غل يوم القيامة لهذا دعوتك وامض لعملك (ترمذی) جب میں روانہ ہوا تو آپ نے مجھے دوبارہ بلایا اور فرمایا آپ کو میں نے بلایا ہے یہ بتانے کے لیے کہ میری اجازت

کے بغیر کسی معمولی چیز کو بھی ہاتھ نہ لگانا اس لیے کہ یہ خیانت ہوگی اور خائن اپنے خیانت کے ساتھ قیامت کے دن حاضر ہوگا۔ یہی بتانے کے لیے بلایا تھا، جایئے اپنے مشن پر روانہ ہوجایئے۔

دنیا والے، دنیا کے مختلف میدانوں میں کام کرنے والے اس آئینے میں اپنی تصویر دیکھ سکتے ہیں۔ اور دوسروں کو کچھ کہنے سے پہلے اپنا محاسبہ کریں۔

مال غنیمت سے خیانت کا انجام بد:

خادم رسول ہیں۔ جنگ خیبر سے واپسی ہورہی ہے۔ رسول کی سواری کا لگام پکڑے کھڑے ہیں۔ اجنبی تیر لگتی ہے اور روح پرواز کرجاتی ہے۔ اب ہر طرف سے آوازیں اٹھنے لگیں۔ بشری لکم، طوبی لکم، جنۃ ''جنّت کی بشارت، مبارک ہو''۔ آپ نے فرمایا: **کلا والذی نفسی بیدہ ان الشملة التی أخذها من المغانم قبل القسمة تشتعل علیه نارا** (بخاری) ''ہرگز نہیں! قسم اللہ کی! اس نے مال غنیمت تقسیم ہونے سے پہلے ایک چادر چرالی تھی، اس (وہ چادر) پر نار جہنم شعلہ زن کر رہی ہے''۔

مفہوم خیانت یہ بھی ہے کہ قیامت کے دن ایک شخص اپنے پڑوسی کا دامن پکڑ کر اللہ سے فریاد کرے گا۔ اے رب! اس نے میرے ساتھ خیانت کی ہے، وہ کہے گا: اے میرے رب! تیری عزت کی قسم! میں نے اس کے اہل وعیال، مال ومنال میں کوئی خیانت نہیں کی، تو وہ شخص کہے گا یہ سچ کہتا ہے، لیکن (اس کی خیانت یہ ہے کہ) اس نے مجھے گناہ کرتے ہوئے دیکھا اور اس سے مجھے نہیں روکا ر **آنی فی المعصیة فلم یمنعنی** (کتاب الصلاۃ، مسند امام احمد بن حنبل)

یہ کھیل نہیں آساں:

1) امانت کے ساتھ خیانت کرنا یہ کوئی آسان میٹر نہیں ہے، یہ بڑا سنگین معاملہ ہے، یہ انسان کا پیچھا آخری وقت تک کرے گا۔ اس لئے اس دنیا میں اس نے معاملات کا لین دین درست کرلیجیے، ورنہ آپ بچ نہیں سکتے۔ جب جہنم پر ایک پل رکھا جائے گا، جس سے سب کو گزرنا ہوگا۔ جیسا کہ ارشاد باری ہے وَإِن مِّنكُمْ إِلَّا وَارِدُهَا كَانَ عَلَىٰ رَبِّكَ حَتْمًا مَّقْضِيًّا (مریم:71) ''تم میں سے ہر ایک وہاں ضرور وارد ہونے والا ہے۔ یہ تیرے پروردگار کے ذمے قطعی، فیصل شدہ امر ہے''۔

اس پل صراط کے دونوں کنارے دائیں بائیں یہ امانت اور رشتے کھڑے ہوں گے **وترسل الأمانة والرحم فتقومان جنبتی الصراط یمینا وشمالا** (مسلم) یہ دونوں امانت داروں اور رشتہ داروں کے ساتھ حسن سلوک کرنے والوں کو نہیں، بلکہ جب کوئی خائن یا رشتہ کاٹنے والا گزرے گا تو پکاریں گے۔ اللہ یہ تو خائن ہے، اس نے تو رشتہ داروں کو ٹھکرا دیا تھا، رشتے کو پامال کرنے والا ہے۔ یہ ہے اللہ کے نزدیک امانت کی اہمیت اور صلہ رحمی کی حیثیت۔

2) خائن مرد ہو یا عورت، اس کی گواہی قابل قبول نہیں **لا تجوز شهادة خائن و لا خائنة** (ابن ماجۃ وترمذی)

3) امانت دار شخص کو کسی شہادت، ضامن، اخلاقی سٹرفکیٹ دینے کی ضرورت نہیں ہوتی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی اسرائیل کا ایک قصہ سنایا۔ امام بخاریؒ ''کتاب الکفالہ'' میں لاتے ہیں اور اللہ تعالی ایک امانت دار کی مدد کیسے کرتا ہے، اس کے لیے سمندر کو مسخر کردیا۔ بنی اسرائیل میں دو شخص تھے، دونوں قرض لینے اور دینے والے تھے۔ ایک شخص نے ہزار دینار قرض مانگا، تو قرض دینے والے نے کہا گواہ لاؤ؟ اس نے جواب دیا **کفی بالله شهیدا** پھر کہا کوئی ضمانت دار لاؤ تو جواب دیا **کفی بالله شهیدا** پیسے لے کر وہ روانہ ہوگیا۔ جب قرض کی ادائیگی کا دن ہوا، وہ شخص پیسے لے کر دریا کنارے پہنچا، اُس دن کوئی سواری نہیں ملی (وہ چاہتا تو خیانت کرسکتا تھا لیکن اسے یقین تھا کہ اللہ ہمارا نگراں ہے، اس نے اپنی امانت اللہ پر بھروسہ کرتے ہوئے دریا میں ڈال دیا، اللہ نے بھیج دیا)۔ اس نے ایک موٹی لکڑی لی، سوراخ کیا، پیسے رکھے اور ایک پرزہ بھی اور اسے دریا میں ڈال دیا۔ دعا کرتا ہے اللہ تو جانتا ہے کہ میں نے فلاں سے قرض لیا تھا، اس نے کفیل کا سوال کیا، اللہ میں نے تجھے اپنا گواہ اور اپنا ضامن بنایا، اللہ تیرے نام پر وہ راضی ہوگیا۔ اللہ تو جانتا ہے کہ میں نے امانت کی ادائیگی کی کوشش کی لیکن کامیابی نہیں ملی، اب میں یہ امانت تیرے حوالے کرتا ہوں، واپس ہوگیا۔ وہ قرض دینے والا یوم موعود پر دریا کے کنارے پہنچا، آج تو قرض کی ادائیگی کا دن ہے۔ ممکن ہے کوئی سواری آئے اور پیسے مل جائیں۔ دیکھتا ہے ایک موٹی لکڑی آگئی، سوچا چلو اسے لے لو۔ جب اس نے چیرا تو پیسے اور خط دونوں مل گئے۔ کچھ دنوں بعد وہ شخص ایک ہزار دینار لے کر پہنچا، کہا کشتی نہیں ملنے کی وجہ سے نہیں آسکا، یہ پیسے لے لیں۔ اس نے لکڑی میں سوراخ کرکے بھیجنے کو چھپالیا۔ اب قرض دینے والے کی امانت دیکھیں **هل کنت بعثت الی بشئی؟ قال ان الله قد أدی عنک الذی بعثت فی الخشبة** اس نے کہا: آپ نے میرے پاس کچھ بھیجا تھا؟ کہا آپ نے جس لکڑی میں رکھ کر بھیجا تھا، اللہ تعالی نے اسے میرے پاس پہنچادیا تھا۔ یہ ہزار دینار لے لو اور سلامتی کے ساتھ تشریف لے جائیں۔

4) آخری زمانے میں امانت اٹھالی جائے گی، امانت دار کم ہوجائیں گے، لوگ بڑے خائن ہوں گے۔ یہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی پیش گوئی ہے **یقال ان فی بنی فلان رجل أمین** (بخاری) ''فلاں قبیلہ میں جایئے، وہاں ایک شخص امین ہے''۔

5) سب سے بڑی امانت توحید ہے اور سب سے بڑی خیانت شرک ہے "اللہ

کے عظیم نبی حضرت سلیمان علیہ السلام ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان پر اپنی نعمتوں کی بارش کر دی تھی۔ نبوت دیا، بادشاہت عطا کی، تیز وتند ہواؤں کو آپ کے لئے ہیلی کاپٹر بنا دیا، سرکش جن آپ کے مطیع وفرماں بردار، جانوروں کی بولی سننے اور سمجھنے کی صلاحیت، چیونٹی کیا بولتی ہے اسے سمجھ جاتے تھے۔ ایک بار بڑے قافلے کے ساتھ گزر رہے تھے۔ ایک چیونٹی کہتی ہے اے چیونٹیوں کی جماعت! سب اپنے بلوں میں گھس جاؤ، ایسا نہ ہو کہ سلیمان کا لشکر غیر شعوری طور پر تمہیں کچل نہ ڈالے۔ اس چیونٹی کا بھی یہ عقیدہ تھا کہ انبیاء غیب نہیں جانتے قَالَتْ نَمْلَةٌ يَا أَيُّهَا النَّمْلُ ادْخُلُوا مَسَاكِنَكُمْ لَا يَحْطِمَنَّكُمْ سُلَيْمَانُ وَجُنُودُهُ وَهُمْ لَا يَشْعُرُونَ (النمل:18) سلیمان علیہ السلام کو اللہ کی دی ہوئی اس نعمت کا احساس ہوا تو زبان سے شکر کے کلمات نکل گئے۔ یہی بڑی امانت ہے کہ ہم نعمتوں کو پا کر اپنے رب کے شکر گزار بن جائیں رَبِّ أَوْزِعْنِي أَنْ أَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِي أَنْعَمْتَ عَلَيَّ وَعَلَى وَالِدَيَّ وَأَنْ أَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضَاهُ وَأَدْخِلْنِي بِرَحْمَتِكَ فِي عِبَادِكَ الصَّالِحِينَ (نمل:19) ’’اے میرے پروردگار! تو مجھے توفیق دے کہ میں ان نعمتوں کا شکر بجا لاؤں، جو تم نے مجھ پر اور میرے ماں باپ پر انعام کیا ہے اور میں ایسے نیک اعمال کرتا رہوں جن سے تو خوش رہے، مجھے اپنی رحمت سے نیک بندوں میں شامل کر لے‘‘۔

ایک بار انہوں نے ہدہد کو غائب پایا، تھوڑی دیر بعد جب وہ پرندہ آیا تو اس نے اپنا مشاہدہ بیان کیا، اس نے شکایت کی اور تعجب کا اظہار بھی إِنِّي وَجَدتُّ امْرَأَةً تَمْلِكُهُمْ وَأُوتِيَتْ مِن كُلِّ شَيْءٍ وَلَهَا عَرْشٌ عَظِيمٌ وَجَدتُّهَا وَقَوْمَهَا يَسْجُدُونَ لِلشَّمْسِ مِن دُونِ اللَّهِ وَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطَانُ أَعْمَالَهُمْ فَصَدَّهُمْ عَنِ السَّبِيلِ فَهُمْ لَا يَهْتَدُونَ (النمل:23-24) ’’میں نے ایک عورت کو دیکھا، جو لوگوں پر بادشاہت کر رہی ہے، جسے ہر قسم کی چیز سے کچھ نہ کچھ دی گئی ہے اور اس کا تخت بھی بڑا عظیم ہے۔ میں نے اسے اور اس کی قوم کو اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر سورج کو سجدہ کرتے ہوئے پایا، شیطان نے انہیں ان کے کام کو بھلا کر کے دکھلا کر ان کو صحیح راہ سے روک دیا ہے، پس وہ لوگ ہدایت پر نہیں ہیں‘‘۔ سلیمان علیہ السلام نے جب سنا، سوچا اصل امانت، دولت توحید ہے۔ اس کے مقابلے میں یہ بادشاہت، یہ دولت سب ہیچ ہے۔ فوراً انہوں نے اس ملکہ کو توحید کی دعوت دی، دھمکی بھی، سخت جنگ کی وارننگ بھی دی۔ انہوں نے اپنے عمل سے دنیا کو یہ پیغام دیا کہ دنیا کی لالچ چھوڑ کر دعوت توحید دنیا کے سامنے پیش کرو۔ بالآخر وہ ملکہ اور پوری قوم موحد ہوگئی قَالَتْ رَبِّ إِنِّي ظَلَمْتُ نَفْسِي وَأَسْلَمْتُ مَعَ سُلَيْمَانَ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ (النمل:44)

مزاروں سے سر کو ٹکرانے والو! مردوں سے مرادیں مانگنے والو! اللہ کی تمام مخلوقات موحد ہیں۔ اللہ کی تسبیح بیان کرتی ہیں۔ یہ سب حکم الٰہی کے پابند ہیں (الاسراء) یہ درخت پہاڑ، یہ سب حج وعمرہ میں تلبیہ پڑھتے ہیں ما من مسلم يلبي الا لبى من عن يمينه وشماله من حجر أو شجر أو مدر (رواہ الترمذی وصححہ الالبانی) جب کوئی شخص تلبیہ پڑھتا ہے تو اس کے دائیں بائیں کے تمام پتھر، درخت اور مٹی کا ڈھیر سب پڑھتے ہیں۔

6) امانت نام ہے عدل وانصاف کا اور خیانت نام ہے ظلم وناانصافی کا: تاریخ اسلام کے مشہور قاضی ہیں۔ قاضی شریح چیف جسٹس (تابعی ہیں) حضرت عمر نے عثمان وعلی رضی اللہ عنہم نے انہیں کوفہ کا قاضی بنایا۔ عبدالملک کے زمانے تک مسلسل ساٹھ برس تک قاضی رہے اور فیصلہ بالکل عادلانہ کرتے تھے۔ ایک بار ایسا ہوا کہ حضرت علیؓ کی ایک زرہ گرگئی، وہ ایک یہودی کو ملا۔ بعد میں دیکھا تو انہوں نے کہا کہ یہ تو میرا زرہ ہے۔۔۔۔ معاملہ پیش ہوا، قاضی نے شہادت نہ ہونے کی بنا پر فیصلہ یہودی کے حق میں دے دیا وہ پکار اٹھا قدمني أمير المؤمنين الى قاضيه والقاضي قضى عليه أشهد أن هذا الدين حق وأشهد أن لا اله الا الله امیر المومنین نے مجھے اپنے قاضی کے سامنے پیش کیا اور خود ان کے قاضی نے ان کے خلاف فیصلہ دیا۔ یہ اس دین کے دین برحق ہونے کی دلیل ہے۔ میں اب کلمہ شہادت پڑھ کر مشرف باسلام ہوتا ہوں پھر اس نے کہا: امیر المومنین! یہ زرہ آپ کی ہے، رات میں گر گیا تھا۔ امیر المومنین نے کہا تم نے اسلام قبول کرلیا ہے۔ یہ زرہ بھی لے لو اور تحفے میں یہ گھوڑا بھی۔

’’قاضی شریح کے صاحبزادہ نے ان سے کہا مجھے ایک معاملے میں فلاں سے اختلاف ہوگیا ہے۔ ذرا قانونی طور پر دیکھ کر بتائیں۔ میرا پوائنٹ اگر مضبوط ہے تو میں عدالت کا رخ کروں، ورنہ کچھ لے دے کر کم وبیش اس سے صلح کرلوں‘‘۔ قاضی صاحب نے سن کر کہا عدالت جائیے۔ مقدمہ ان کی عدالت میں پہنچا تو انہوں نے فیصلہ اپنے بیٹے کے خلاف دیا۔ مخالف کو ڈگری مل گئی۔ لڑکا بوکھلا گیا، اسے بڑی رسوائی ہوئی، اس نے باپ سے کہا: ابا! آج آپ نے مجھے بہت رسوا کر دیا۔ اگر یہی فیصلہ ہونا تھا تو مجھے کورٹ جانے کا مشورہ کیوں دیا؟ قاضی صاحب نے کہا والله يابني لأنت أحب الي من ملأ الأرض ولكن الله هو أعز علي منك تم بڑے پیارے ہو لیکن اللہ میرے نزدیک تم سے زیادہ محبوب وعزیز ہے۔ پوائنٹ کمزور ہونے کے باوجود عدالت میں اپیل کرنے کا اس لیے مشورہ دیا کہ مجھے یہ اندیشہ ہوا تم اپنا پہلو کمزور پا کر مخالف سے کچھ لے کر مصالحت نہ کرلو۔ اس طرح تم ان کا مال ناجائز طور پر اپنے لیے جائز کرلوگے۔ میں نے چاہا ہر شخص کو اس کا حق مل جائے۔

یہی کردار اللہ والوں کا ہوتا ہے، وہ مال اور اولاد سے زیادہ اللہ سے محبت کرتے ہیں۔ آج بہت سارے مسلمان مال واولاد کی خاطر اپنی عاقبت خراب کر لیتے ہیں، انہیں اللہ کی رضا کی پرواہ نہیں ہوتی۔ ☆☆

سودی نظام کی تباہ کاریاں اور اس سے نجات کیسے؟

ڈاکٹر سید آصف عمری حیدرآباد

سودی نظام: سودی نظام (Riba System) دنیا کے بڑے فتنوں میں سے ایک ہے۔ یہ نظام فرد، خاندان، معاشرہ اور پوری معیشت کو تباہ کر دیتا ہے۔

سود (ربا) کی تاریخ بہت قدیم ہے۔ بابل، یونان اور روم میں سودی لین دین عام تھا۔ اسلام سے پہلے عرب جاہلیت میں سودی کاروبار تھا، لوگ قرض پر زیادہ لیتے اور غریبوں کا استحصال کرتے تھے۔

اسلام نے سود کو تدریجی مراحل میں حرام قرار دیا:

پہلے بتایا کہ اس میں برکت نہیں، پھر بنی اسرائیل کے عمل کی مذمت کی، پھر سود کو دوگنا چوگنا لینے سے روکا، اور آخر میں سورۃ البقرہ 275-279 میں مکمل حرمت نازل ہوئی اور سودخوروں پر اللہ ورسول صلی اللہ علیہ وسلم کی جنگ کا اعلان کیا گیا۔

سود کی تعریف: عربی میں اس کو ربا کہتے ہیں۔ کسی قرض پر مقررہ اضافہ لینا خواہ تھوڑا ہو یا زیادہ جو بھی نفع قرض پر اضافہ کیا جائے وہ سود ہے۔ (مسلم)

سود کے نقصانات

(۱) دینی تباہی۔ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے جنگ کے لیے تیار ہو جاؤ اگر تم سود سے باز نہ آؤ (البقرہ:۲۷۹)

(۲) قیامت کے دن سودخور ایسے اٹھیں گے جیسے شیطان نے چھو کر پاگل کر دیا ہو (البقرہ:۲۷۵)

(۳) سات بڑے ہلاک کرنے والے گناہ میں سود بھی ہے۔ (بخاری ومسلم)

روحانی ونفسیاتی اثرات

مال سے برکت اور دل سے سکون ختم، پریشانیاں ٹینشن، نفسیاتی دباؤ، گھروں میں لڑائیاں اور نافرمانیاں عام۔

معاشرتی تباہی

امیر وغریب کے درمیان فاصلہ اور نفرت۔ غریب ہمیشہ مقروض اور غلام معاشرے میں حسد لالچ اور بددیانتی پھیلتی ہے۔

معاشی تباہی یا سودی معیشت مہنگائی وبے روزگاری اور بحران پیدا کرتی ہے۔

کرنسی کی قدر کم اور عام آدمی مشکلات میں پڑ جاتا ہے۔

سود سے نجات کیسے؟

سودی قرض سے بچنے کے لئے

(۱) گاڑی گھر یا کسی بھی چیز کے لیے بینک سے قرض نہ لینا۔

(۲) اپنی خواہشات کم کرنا اور صبر اختیار کرنا۔

(۳) سودی اکاؤنٹس سے نجات کے لئے کرنٹ اکاؤنٹ رکھنا سیونگ اکاؤنٹ نہ رکھنا۔ اگر سود زبردستی آجائے تو غریبوں میں ثواب کی نیت کیے بغیر دے دینا۔

(۴) سچی توبہ کریں اور صدقہ کرتے رہیں۔

(۵) خاندانی سطح پر بچوں اور اہل خانہ کو سودی آمدنی سے محفوظ رکھیں معاشرتی اور اجتماعی سطح پر

(۶) بلاسودی کاروبار (شراکت داری، مضاربہ اور مشارکہ) اور زکوۃ پر مبنی کاروبار چھوٹے قرض حسنہ کے طور پر دیں۔

روحانی حل: سورہ بقرہ کی تلاوت، صدقہ وخیرات کو معمول بنانا اور سچی نیت سے دعا۔ **اللھم اکفنی بحلالک عن حرامک واغننی بفضلک عمن سواک**

رہن کی موجودہ شکل اور صورتحال

گولڈ لون، کارلون، بزنس لون اور پراپرٹی سونا رہن رکھنے پر بینک سود کے ساتھ قرض دیتا ہے۔

شریعت کے مطابق رہن صرف ضمانت کے لیے ہے آمدنی یا کمانے کے لیے نہیں۔

قرض دینے والا اس چیز سے کوئی فائدہ نہیں اٹھا سکتا جب تک وہ حقیقی کرایہ ادا نہ کرے۔

موجودہ رہن کی خرابیاں یہ ہیں کہ یہ سودی شکل ہے جو کہ حرام ہے قرض دار کا استحصال ہے۔

سودی اور حرام کاروبار کی اہم اقسام

(۱) براہ راست سودی کاروبار انٹرسٹ

(۲) بینکنگ سسٹم انٹرنیٹ پر سود لینا اور دینا دونوں حرام ہے۔

(۳) فینانس کمپنیز Bajaj, Finane and Muthoot Finance

(۴) مائیکرو فینانس اسکیمیں: چھوٹے قرض پر زیادہ رقم واپس لینے کا نظم

(۵) کریڈٹ کارڈ انٹرسٹ: بل کی ادائیگی میں دیر ہونے پر جرمانہ اور سود لینا۔

(بقیہ صفحہ ۲۲ پر)

مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے امیر محترم مولانا اصغرعلی امام مہدی سلفی حفظہ اللہ کے دعوتی و تنظیمی دورے

☆۱۶؍اکتوبر ۲۰۲۵ بروز جمعرات مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے امیر محترم مولانا اصغرعلی امام مہدی سلفی نے بعد نماز عشاء مدرسہ عثمان بن عفان لتحفیظ القرآن بھوجپور ضلع غازی آباد کے سالانہ اجلاس میں شرکت کی۔اس موقع پر امیر محترم نے اپنے صدارتی خطاب میں کہا کہ یہ کمپیوٹر اور ٹیکنالوجی کا زمانہ ہے۔ جماعتی کاز کو بہتر انداز میں کرنے کے لئے ضروری ہے کہ جماعتی احباب کی طرف سے معیاری اسکول اور کالج قائم کرکے ہرفرد کو تعلیمی اعتبار سے بھی مضبوط کیا جائے۔انھوں نے حفظ قرآن اور حافظ قرآن کی فضیلت بیان کرتے ہوئے کہا کہ قرآن پاک دنیا کا سب سے بڑا معجزہ ہے۔اوراس کے سب سے بڑے معجزہ ہونے کی دلیل یہ ہے کہ آج بھی یہ قرآن اپنی اصلی حالت میں موجود ہے۔جبکہ دیگر کتابیں تحریف اور ردو بدل کا شکار ہوگئیں۔قرآن کریم اپنی اصلی حالت میں اس لئے بھی موجود ہے کہ اللہ نے اس کی حفاظت کی ذمہ داری خود ہی لے رکھی ہے۔اس اجلاس عام میں فارغ طلباء کو اسنادی دی گئیں۔امیر محترم کے دعائیہ کلمات کے بعد اجلاس عام کا اختتام ہوا۔ناظم عمومی مولانا محمد ہارون سنابلی صاحب بھی اس اجلاس میں شریک رہے۔

☆ ۲۲؍اکتوبر ۲۰۲۵ء کو امیر محترم نے مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے ناظم عمومی مولانا محمد ہارون سنابلی کے دوصاحبزادگان محمد اور محمد حنظلہ کی تقریب شادی خانہ آبادی میں شرکت کی۔ نکاح سے قبل مختصر دعائیہ پروگرام کا اہتمام کیا گیا۔اس موقع پر امیر محترم نے عوام وخواص سے اپیل کرتے ہوئے کہا کہ شادی کو آسان بنایا جائے تاکہ لڑکیوں کی شادی میں تاخیر نہ ہو۔سنت نبوی کے مطابق شادی نہ ہونے کی وجہ سے آج غریب ماں باپ کافی پریشان ہیں۔ضرورت اس بات کی ہے کہ شادی سے متعلق سماج میں پیدا رسم ورواج کو ختم کیا جائے۔اس بابت مدارس ومکاتب کے علماء اوراساتذہ اہم رول ادا کرسکتے ہیں۔

☆مورخہ ۲۳؍اکتوبر ۲۰۲۵ء کو امیر محترم نے کارکنان جمعیت کے ساتھ ناظم عمومی مولانا محمد ہارون سنابلی صاحب کے بیٹوں کی تقریب ولیمہ منعقدہ گلیکسی شادی ہال، ہاپوڑ روڈ، میرٹھ میں شرکت فرمائی۔جس میں احباب جماعت سے ملاقاتیں اور تبادلہ خیال ہوا۔

☆مورخہ ۷؍نومبر کو امیر محترم مولانا اصغرعلی امام مہدی سلفی نے جامعہ سراج العلوم بونڈیہار، یوپی کا دورہ کیا۔ جامع مسجد میں خطبہ جمعہ دیا اور جامعہ کے پروگرام میں شرکت کی اور طلباء سے مختصر خطاب کیا۔انھوں نے اپنے خطاب میں تعلیم کی اہمیت وافادیت پر روشنی ڈالتے ہوئے کہا کہ تعلیم کسی بھی قوم کی ترقی کا زینہ ہے آج دنیا میں اس وقت جو بھی قوم ٹیکنالوجی اور اقتصادیات میں سب سے آگے ہے تو اس کی سب سے بڑی وجہ تعلیم ہے۔والدین اور طلباء کو دینی تعلیم کے ساتھ عصری تعلیم پر بھی توجہ دینے کی ضرورت ہے۔اسلام نے مفید علم کے حصول کی ترغیب دی ہے اس لئے ہمیں علم کے حصول میں کوتاہی نہیں کرنی چاہیے۔انھوں نے کہا کہ اگر نئی نسل کی صحیح نہج پر تعلیم وتربیت اور رہنمائی کی جائے تو ہمارے معاشرے میں علمی انقلاب برپا ہوسکتا ہے۔اور ملت تعلیمی اعتبار سے خودکفیل ہوسکتی ہے۔

☆ ۱۲؍نومبر ۲۰۲۵ء کو امیر محترم تقریب شادی میں شرکت کے لیے لال گوپال گنج تشریف لے گئے اور اس مناسبت سے منعقد اجلاس میں جامعہ ابوہریرہ الاسلامیہ لال گوپال گنج کے طلبہ واساتذہ سے خطاب فرمایا۔طلب علم کی راہ میں صحابہ کرامؓ اور سلف صالحین کے اسوہ کو اپنانے،اس کے حصول کے لیے جدوجہد کرنے،اس پر عمل کرنے اوراس کی تبلیغ کرنے کی ترغیب دی اور دہشت گردی جو بدقسمتی سے ملک میں پنپ رہی ہے کی سخت مذمت کرتے ہوئے سدا امن وشانتی کی راہ پر چلنے کی تلقین کی۔

☆۱۳؍نومبر کو امیر محترم نے ناظم مالیات الحاج وکیل پرویز صاحب اور ڈاکٹر محمد شیث ادریس تیمی صاحب کے ہمراہ صوبائی جمعیت اہل حدیث مشرقی یوپی کی خلفائے راشدین اور تحفظ انسانیت کانفرنس لکھنؤ میں شرکت فرمائی۔جس کی مفصل رپورٹ اسی شمارے میں موجود ہے۔

☆ ۱۵؍نومبر ۲۰۲۵ء کو مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے امیر محترم مولانا اصغرعلی امام مہدی سلفی نے صوبائی جمعیت اہل حدیث حیدرآباد وسکندرآباد کے زیر اہتمام منعقد ہونے والی اصلاح معاشرہ کانفرنس میں بحیثیت صدر اجلاس شرکت کی۔ اس کانفرنس سے انہوں نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ معاشرہ کی اصلاح کا طریقہ یہ ہے کہ سب سے پہلے اصلاح کا کام اپنے گھر سے شروع کیا جائے۔انھوں نے کہا کہ آج ہمارے معاشرہ میں کچھ ایسی چیزیں درآئی ہیں جن کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں ہے لیکن لوگ اس کو اسلام کا حصہ سمجھ کر عمل کررہے ہیں۔شراب نوشی، تمباکو نوشی سے معاشرہ پر بہت منفی اثر پڑرہا ہے اس کے ازالہ کے لئے ضروری ہے کہ مساجد کے ائمہ وخطباء اپنے تقریروں میں ان برائیوں کے خلاف لوگوں کے اندر بیداری پیدا کریں۔ اوراس بابت شرعی احکام اور دنیاوی نقصانات سے عوام کو آگاہ کریں۔انھوں نے مزید کہا کہ والدین بچوں کو غلط سمت اور غلط ماحول سے بچانے کے لئے ہرممکن کوشش کریں۔ ہماری کوتاہی اور لاپرواہی کی وجہ سے بچے غلط ماحول کا شکار ہوجاتے ہیں

جس کی وجہ سے تعلیم اور دیگر دنیاوی ضروری امور وتجارت وغیرہ متاثر ہوجاتے ہیں۔امیر محترم نے اپنے خطاب میں امن وشانتی کی اہمیت وضرورت بیان کی اور دہشت گردی کی مذمت کرتے ہوئے کہا کہ ہم دہلی میں لال قلعہ بم حادثے کی سخت مذمت کرتے ہیں۔اس کانفرنس میں مقتدر علمائے کرام کے علاوہ ممبر پارلیمنٹ بیرسٹر اسدالدین اویسی ودیگر سماجی وسیاسی شخصیات نے شرکت کی۔

☆۱۶نومبر ۲۰۲۵ء کو مرکزی جمعیت اہل حدیث کے امیر محترم نے جمعیۃ علماء کیرلا کی صدسالہ کانفرنس میں شرکت کی جس میں ہزار ہا ہزار لوگ شریک تھے۔امیر محترم نے اس عظیم الشان کانفرنس کا افتتاح کیا اور پرمغز خطاب فرمایا۔خصوصا انسانی جانوں کی قدر وقیمت، احترام اور تحفظ کو ملحوظ رکھنے کی تلقین فرمائی اور دہشت گردی کی سخت مذمت کی۔

☆ ۲۰نومبر ۲۰۲۵ء کو امیر محترم نے کٹیہار کے ایک اہم اجلاس میں بحیثیت صدر شرکت کی اور پرمغز خطاب فرمایا۔اس موقع پر متعدد احباب جماعت اور ذمہ داران مدارس سے ملاقاتیں ہوئیں اور تبادلہ خیال ہوا۔نیز آپ نے متعدد مدارس مثلا؛ حاجی پور محلّہ میں واقع مولانا رحمت اللہ سلفی صاحب کے مدرسہ، مولانا انعام الحق سلفی صاحب کے ادارہ، شیر شاہ آبادی تنظیم کا قائم کردہ ماڈرن اسکول کٹیہار، اسی طرح کٹیہار میں واقع مرکزی جمعیت کی آراضی کا معائنہ کیا۔

☆۲۲نومبر ۲۰۲۵ء کو امیر محترم نے جمعیۃ علماء ہند کے مفتی کفایت اللہ حیات و خدمات سیمینار منعقدہ کانسٹی ٹیوشن کلب نئی دہلی میں شرکت کی اور خطاب فرمایا، کسی بھی طرح کے تشدد سے بچنے کی تلقین کی اور علمائے اہل حدیث نے کیسے علمائے اسلام کو جمع کیا اور جمعیۃ علماء کی تشکیل کی؟ جیسے نکات پر روشنی ڈالی۔

☆۲۴نومبر ۲۰۲۵ء کو امیر محترم نے جامعہ رحمانیہ کٹیہار کے اجلاس میں خطاب فرمایا اس موقع پر مولانا رحمت اللہ سلفی صاحب کی تصنیف ''علامہ محمد ناصر الدین البانی کا منہج تصفیہ واصلاح'' کا اجرا کیا۔اس کے بعد ایک دوسرے مدرسہ رحمت عالم، حسن گنج، کٹیہار کی کانفرنس میں بحیثیت صدر اجلاس شرکت کی اور خطاب فرمایا۔محبت کے ساتھ رہنے اور تعلیم کو فروغ دینے کی ترغیب دی اور تشدد ودہشت گردی کی مذمت کرتے ہوئے اس سے بچنے کی تلقین کی۔بعد ازاں مدرسہ نور الہدیٰ منجھلی ڈیہہ بلوا تشریف لے گئے اور طلبہ واساتذہ سے خطاب کیا اور مدرسہ کے شعبہ تحفیظ القرآن کے نظم ونسق اور تعلیم وتربیت کی بڑی تعریف کی۔

☆۲۳رنومبر ۲۰۲۵ء کو امیر محترم نے مولانا ریاض احمد سلفی صاحب نائب ناظم مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے صاحبزادے کا غازی آباد میں نکاح پڑھایا اور پرمغز خطاب کیا۔جس میں انسانی، خونی اور سسرالی رشتوں کے سلسلے میں اللہ سے ڈرتے رہنے کی تلقین کی۔

☆ ۲۵رنومبر ۲۰۲۵ء کو امیر محترم نے جمعیت کے کارکنان کے ساتھ مولانا ریاض احمد سلفی صاحب نائب ناظم مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے صاحبزادوں کی تقریب ولیمہ میں شرکت کی۔

☆☆☆

(......بقیہ صفحہ نمبر ۳۰ کا)

واضح رہے یہ عظیم الشان کانفرنس کل چھ نشستوں پر مشتمل تھی۔افتتاحی اجلاس صبح دس بجے زیر صدارت مولانا اصغر علی امام مہدی سلفی صاحب وزیر نظامت مولانا شہاب الدین مدنی منعقد ہوا۔اسی طرح دوسری نشست زیر صدارت ڈاکٹر عبدالرحمٰن فریوائی صاحب موسس ورئیس جامعہ ابوہریرہ الاسلامیہ لال گوپال گنج، الہ آباد یوپی، زیر نظامت مولانا وصی اللہ عبدالحکیم مدنی صاحب، تیسری نشست زیر صدارت مولانا شمیم احمد ندوی صاحب ناظم اعلی جامعہ سراج العلوم جھنڈا نگر نیپال، زیر نظامت ڈاکٹر محمد شیث ادریس تیمی صاحب میڈیا کوآرڈینیٹر مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند، چوتھی نشست زیر صدارت مولانا شہاب الدین مدنی اور زیر نظامت مولنا محمد ابراہیم مدنی صاحب منعقد ہوئی، جبکہ اختتامی اجلاس بعد نماز مغرب زیر صدارت مولانا اصغر علی امام مہدی سلفی صاحب اور زیر نظامت مولانا شہاب الدین مدنی صاحب منعقد ہوا۔

کانفرنس میں خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کے مختلف دینی، دعوتی، اصلاحی، سماجی، رفاہی اور انسانی گوشوں پر علمائے کرام کی پرمغز اور ایمان افروز تقاریر ہوئیں اور تحقیقی مقالات پیش ہوئے۔اس دوران اکابر علمائے کرام وذمہ داران جماعت وجمعیت کے ہاتھوں مجرم چراغ مولفہ مولانا شہاب الدین مدنی صاحب، ضلع سدھارتھ نگر کے فارغین جامعہ سلفیہ کی تصنیفی، علمی وقلمی خدمات، حدیث کی شرعی حیثیت مولفات مولانا عبدالمنان سلفی صاحب رحمہ اللہ کا اجراء عمل میں آیا۔

کانفرنس کے اختتام پر امیر محترم مولانا اصغر علی امام مہدی سلفی صاحب حفظہ اللہ سمیت متعدد علمائے کرام اور دعوتی وعلمی خدمات انجام دینے والی شخصیات کو تعلیمی، تصنیفی، دعوتی اور تنظیمی خدمات کے اعتراف میں توصیفی اسناد اور شال پیش کی گئیں۔

آخر میں قرارداد وتجاویز پیش ہوئیں جس میں صحابہ کرام کی عظمت، خلفائے راشدین کی معنویت اور اہل بیت اطہار رضی اللہ عنہم کی محبت کو واجب قرار دیتے ہوئے ان کے اسوہ کو ملکی قوانین کی روشنی میں انسانیت کی خدمت وتحفظ اور ملکی تعمیر وترقی، سماجی براؤں کے خاتمے کے لئے بروئے کار لانے پر زور دیا گیا، حالیہ دنوں دہلی کے لال قلعہ کے نزدیک کار بم دھماکہ کی پرزور اور سخت الفاظ میں مذمت کی گئی، وقف اراضی کو حکومت ہند کے امید پورٹل پر رجسٹریشن کو یقینی بنانے کی تلقین کی گئی، جسے ڈاکٹر محمد شیث ادریس تیمی صاحب نے پڑھ کر سنایا اور صوبائی جمعیت اہل حدیث مشرقی یوپی کے امیر حافظ عتیق الرحمٰن طیبی صاحب کی دعاؤں اور کلمات تشکر پر ساڑھے دس بجے شب اجلاس کا اختتام عمل میں آیا۔

☆☆☆

رپورٹ: مولانا شہاب الدین مدنی
ناظم صوبائی جمعیت اہل حدیث مشرقی یوپی

صوبائی جمعیت اہل حدیث مشرقی یوپی کے زیر اہتمام عظیم الشان ”خلفائے راشدین اور تحفظ انسانیت کانفرنس“ کا کامیاب انعقاد

خلفائے راشدین اور اہل بیت کے نقش قدم پر چل کر دہشت گردی کا خاتمہ کیا جاسکتا ہے، انسانی بھائی چارہ اور عالمی اخوت کا پیغام عام کیا جاسکتا ہے اور تحفظ انسانیت کی ضمانت دی جاسکتی ہے: امیر محترم مولانا اصغر علی امام مہدی سلفی

صوبائی جمعیت اہل حدیث مشرقی یوپی کے زیر اہتمام مورخہ ۱۳/نومبر ۲۰۲۵ء، مطابق ۲۱/جمادی الاولی ۱۴۴۷ھ، جمعرات کو لکھنؤ کے الکبیر لان میں عظیم الشان ”خلفائے راشدین اور تحفظ انسانیت کانفرنس“ زیر صدارت فضیلۃ الشیخ مولانا اصغر علی امام مہدی سلفی حفظہ اللہ امیر مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند نہایت تزک واحتشام کے ساتھ منعقد ہوئی، جس میں ملک کی مختلف ریاستوں اور بالخصوص اتر پردیش کے ممتاز علماء، دعاۃ، محققین، مقالہ نگاران اور دانشوران نے شرکت کی۔ ان میں ڈاکٹر عبدالرحمٰن فریوائی صاحب سرپرست مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند و موسس ورئیس جامعہ ابوہریرہ الاسلامیہ لال گوپال گنج، الہ آباد یوپی، ڈاکٹر عبدالعزیز مبارک پوری صاحب نائب امیر مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند و نائب امیر صوبائی جمعیت اہل حدیث مشرقی یوپی، الحاج وکیل پرویز صاحب ناظم مالیات مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند، مولانا شمیم احمد ندوی صاحب ناظم اعلی جامعہ سراج العلوم جھنڈا نگر نیپال، مولانا ظفر الحسن مدنی صاحب، قاری نجم الحسن فیضی صاحب، مولانا مقصود الحسن فیضی صاحب، مولانا عبدالوہاب حجازی صاحب، مولانا سید معراج ربانی صاحب، مولانا عبدالحسیب عمری صاحب، مولانا خورشید احمد سلفی صاحب، مولانا جرجیس سراجی صاحب، مولانا سلیم مدنی صاحب، مولانا عبدالحمید فیضی صاحب، مولانا عبدالرشید مدنی صاحب، ڈاکٹر عتیق الرحمٰن عتیق اثر ندوی صاحب، مولانا محمد احمد عرف ضامن علی صاحب، مولانا عبدالوحید سلفی صاحب، مولانا عبدالرؤوف خان ندوی صاحب، حافظ کلیم اللہ سلفی صاحب، مولانا سعود اختر سلفی صاحب، مولانا کلیم اللہ سلفی صاحب، مولانا شفیع اللہ مدنی صاحب، مولانا فرید الدین فیضی صاحب، ڈاکٹر شاہد مبین ندوی صاحب، مولنا جمشید عالم سلفی صاحب، مولانا عبدالستار سراجی صاحب، مولانا عبدالمنان مفتاحی صاحب، مولانا زاہد آزاد جھنڈا نگری صاحب، مولانا محمد اظہر مدنی صاحب، مولانا سعید الرحمٰن نورالعین سنابلی صاحب، ڈاکٹر عطاء اللہ سنابلی صاحب، مولانا دل محمد سلفی صاحب، مولانا عرفان احمد سلفی صاحب، مولانا اعجاز سنابلی صاحب، مولانا افضل سنابلی صاحب، مولانا افروز عالم سلفی صاحب، مولانا محمد مقتدیٰ عمری صاحب، ڈاکٹر عبدالغنی القوفی صاحب، مولانا شہاب الدین فیضی صاحب، مولانا زبیر احمد مدنی صاحب، مولانا افضل احسان اثری صاحب، مولانا عبدالمبین سلفی صاحب، مولانا محمد ہاشم سلفی صاحب، مولانا حامد عبدالمنان سلفی صاحب، مولانا عبدالخبیر سلفی صاحب، مولانا اعجاز ریاضی صاحب، مولانا ذکاء اللہ سلفی صاحب، مولانا اشفاق سجاد سلفی صاحب، مولانا عبدالحکیم فیضی صاحب، مولانا عبدالمعبود عبدالحکیم مدنی صاحب، مولانا خلیل الرحمٰن سنابلی صاحب، مولانا ثناء اللہ سلفی صاحب، حافظ عبدالسمیع مدنی صاحب وغیرہم قابل ذکر ہیں۔

افتتاحی اجلاس میں پرمغز صدارتی خطاب کرتے ہوئے امیر محترم نے فرمایا کہ ”خلفائے راشدین امت وانسانیت کے لئے آفتاب و ماہتاب کی حیثیت رکھتے ہیں۔ ان مبارک و پاک باز ہستیوں نے رسول اکرم ﷺ کے زیر سایہ تربیت پائی۔ وہ دین وشریعت کے اولین حاملین، انسانیت کے سب سے بڑے محافظ اور اس کے حقوق کے امین تھے۔ ان کی رعایا پروری کسی واقعہ یا حادثہ کی مرہون منت نہیں بلکہ رسول اکرم ﷺ کے اخذ کردہ تعلیمات وہدایات پر مبنی تھی۔ وہ رسول ﷺ کے اسوہ پر چل کر کمزوروں، یتیموں اور بیواؤں کے خبر گیر و سرپرست بن گئے تھے۔ خلفائے راشدین کا مبارک عہد ہر دور میں امت وانسانیت کے لئے نجات وفلاح کا واحد راستہ ہے۔“

امیر محترم نے مزید کہا کہ امن وشانتی اور اتحاد واتفاق سب سے بڑی نعمت ہے اور دہشت گردی عصر حاضر کا سب سے بڑا ناسور ہے جس کی روک تھام ہر شہری کی ذمہ داری ہے۔اس کا خاتمہ خلفائے راشدین اور اہل بیت اطہار رضی اللہ عنہم کے نقش قدم پر چل کر کیا جاسکتا ہے۔ہم حالیہ دنوں دہلی کے دہشت گردانہ حادثے کی سخت سے سخت الفاظ میں مذمت کرتے ہیں۔

واضح رہے کہ امیر محترم کا ۲۳۵ صفحات پر مشتمل مطبوعہ صدارتی خطاب صحابہ کرام، اہل بیت اور خلفائے راشدین رضی اللہ عنھم کی فضیلت، اہل سنت والجماعت کا عقیدہ محبت اہل بیت، خلفائے راشدین، صحابہ کرام اور اہل بیت اطہار کے خوش گوار تعلقات اور ایک دوسرے کے ثناخواں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت اور خلفائے راشدین کی سنت کو لازم پکڑنے کی وصیت، خلافت راشدہ کی بنیادی خصوصیات :شوری، عدل ،مساوات، شفافیت، امانت داری، دعوت اسلام ، انسانیت کی خیر وفلاح ،خلفائے راشدین خمسہ، ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور تحفظ و احترام انسانیت، غیر مسلموں کے ساتھ رواداری، عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ اور تحفظ احترام انسانیت، انصاف کا نظام اور قانون سب کے لیے برابر، غیر مسلموں کے ساتھ رواداری، عثمان بن عفان رضی اللہ تعالی عنہ اور تحفظ انسانیت ، انسان دوستی، سخاوت اور غیر مسلموں کے حقوق کا احترام، علی رضی اللہ عنہ اور تحفظ انسانیت خشوع قلب اور عدل ومساوات خلیفہ خامس سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کی صلح کی معنویت اور عام الجماعۃ اور عالمی سطح پر اس کے دور رس مثبت اثرات، جماعت اہل حدیث، لقب اہل حدیث، منہج اہل حدیث، اہل سنہ والجماعۃ ،اہل حدیث کی امتیازی خصوصیات، لقب اہل حدیث مختلف ادوار میں، لقب اہل الحدیث ائمہ اسلام کی نظر میں، برصغیر میں اہل حدیث برصغیر میں اہل حدیث کی آمد، اہل حدیثوں کا وجود ہر دور میں رہا ہے، تحریک الحدیث اور خانوادہ ولی اللہی شیخ الکل فی الکل سید میاں نذیر حسین محدث دہلوی کی خدمات جلیلہ، نواب صدیق حسن خاں قنوجی، آل انڈیا اہل حدیث کانفرنس کی تاسیس، حجیت حدیث قران وحدیث کی روشنی میں، اہل حدیث پر اعتراضات اوران کی حقیقت، مسئلہ قرات خلف الامام وغیرہ، صوبائی جمعیت اہل حدیث مشرقی یو پی، لکھنؤ علم وادب کی آماجگاہ لکھنو اور دعوت اہل حدیث، نامور اہلحدیث علما اور ان کی میراث، مولانا عبدالحلیم شرر لکھنوی اہل حدیث فکر کے علمبردار ،مولانا عبدالحلیم شرر لکھنوی کی مشاہداتی گفتگو، اہل حدیث علماء اور ادارہ جاتی توسیع، ندوۃ العلماء اور اہل حدیث علماء کا کردار، اہل حدیث کے علمی ورثے کی جدید صورتیں، لکھنو میں تاریخ اہل حدیث خلیفۃ اللہ کی تلاش، موجودہ انسانی مسائل مشکلات ان کا حل وغیرہ نکات پر مشتمل تھا۔امیر محترم نے اپنے خطبے میں صحابہ کرام اور اہل بیت اطہار رضی اللہ عنہم کی منقبت اور ان کے احترام محبت کی تلقین کی اور ان کے اسوہ ومنہج اعتدال ووسطیت اور ملکی آئین کی روشنی میں مسلمانوں کو آپسی وعالمی اور انسانی تعلقات کی استواری اور فریضے کی ادائیگی پر زور دیا۔

امیر محترم مولانا اصغر علی امام مہدی سلفی صاحب حفظہ اللہ نے بعد نماز مغرب اختتامی اجلاس میں صدارتی خطاب کرتے ہوئے کہا کہ لکھنؤ تہذیب وثقافت کا گہوارہ رہا ہے۔اہل حدیثوں کا طرہ امتیاز ہے کہ وہ اپنے اعمال وکردار اور جذبات کو کتاب و سنت کے ساتھ مربوط کرتے ہیں اور وہ ملک وملت اور انسانیت کی خدمت، آپسی میل جول، ملک کے آئین کی پابندی میں یقین رکھتے ہیں۔انہوں نے کانفرنس کے کامیاب انعقاد پر صوبائی جمعیت اہل حدیث مشرقی یوپی کے امیر حافظ عتیق الرحمٰن طیبی صاحب، ناظم اعلیٰ وکنوینر کانفرنس مولانا شہاب الدین مدنی صاحب، صدر استقبالیہ مولانا محمد ابراہیم مدنی صاحب، کنوینر سمینار مولانا وصی اللہ عبدالحکیم مدنی صاحب ودیگر ذمہ داران ومنسوبین جمعیت کو مبارک باد پیش کی۔

کانفرنس کے کنوینر اور ناظم اعلیٰ صوبائی جمعیت اہل حدیث مشرقی یوپی مولانا شہاب الدین مدنی نے اپنے خطاب میں کہا کہ تیس سالہ خلافتِ راشدہ تاریخِ انسانیت کا وہ درخشاں باب اور عدل، مساوات، انسانی وقار اور خدمتِ رعایا کا بے مثال نمونہ ہے۔ خلافتِ راشدہ صرف مسلمانوں کی ہی خیر خواہ نہیں تھی بلکہ غیر مسلم رعایا کے حقوق کی بھی بہترین محافظ تھی۔اس لیے یہود ونصاریٰ سمیت دیگر اقوام جنہوں نے اس نظام کا مطالعہ کیا، وہ بھی اس کے عدل وانصاف اور انسانیت نوازی کو خراجِ تحسین پیش کرنے پر مجبور ہوئے۔انہوں نے کہا کہ بابائے قوم مہاتما گاندھی نے بھی آزاد ہندوستان کے قیام میں انہی اصولِ عدل ومساوات کو بنیاد بنانے کی خواہش ظاہر کی تھی۔

صدر مجلس استقبالیہ مولانا محمد ابراہیم مدنی صاحب، نائب امیر صوبائی جمعیت اہل حدیث مشرقی یوپی نے اپنے خطبہ استقبالیہ میں تمام علماء، خطباء، مقالہ نگاران، ذمہ داران جمعیت وجماعت، دانشوران ملک وملت اور عوام وخواص اور خواتین حضرات کا تہہ دل سے استقبال کیا اور کہا کہ خلفائے راشدین کی سیرت میں ہر طرح کے اختلافات اور سماجی جھگڑوں کا بہترین حل موجود ہے۔اگر ہم حقیقی امن، سماجی ہم آہنگی اور مستقل شانتی چاہتے ہیں تو ہمیں ان عظیم شخصیات کے اسوہ کو ملکی آئین کی روشنی میں اپنانا ہوگا۔

صوبائی جمعیت اہل حدیث مشرقی یوپی کے امیر حافظ عتیق الرحمٰن طیبی صاحب نے اپنے تذکیری خطاب میں لکھنؤ میں تاریخ اہل حدیث کے مدوجزر پر روشنی ڈالتے ہوئے اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اختیار کرنے، اتحاد واتفاق کے ساتھ رہنے، سماجی برائیوں کے خاتمہ کے لئے کوششیں کرنے اور صحابہ کرام، خلفائے راشدین اور اہل بیت اطہار رضی اللہ عنہم کے اسوہ اور ملکی آئین کی روشنی میں ملک کی تعمیر وترقی میں بھرپور کردار ادا کرنے پر زور دیا۔

(......بقیہ صفحہ نمبر ۲۸ پر)

مرکزی جمعیت کی پریس ریلیز

دہلی میں سنگین دہشت گردی اور سخت ترین مذمت

یہ ظلم وجرم کی انتہا ہے: اصغرعلی امام مہدی سلفی

دہلی :۱۱رنومبر۲۰۲۵: لال قلعہ کے سامنے میٹرو اسٹیشن کے قریب پھر دہشت گردی کا عفریت ننگا ناچ ناچ گیا اور راجدھانی دہلی میں مجرموں کے ہاتھوں بے قصور جانوں اور املاک کی تباہی کی جانکاہ خبر پھر سننے کو مل گئی۔اس سے زیادہ وحشت ناک اور خطرناک خبر کیا ہوسکتی ہے؟اور اس سے بڑھ کر جرم اور کیا ہوسکتا ہے؟اس کی جس قدر سخت اور پرزور مذمت کی جائے کم ہے۔اس دہشت گردانہ واقعے کی سخت مذمت کرتے ہوئے ،مجرموں کو کیفر کردار تک پہنچانے کا مطالبہ کرتے ہوئے ،حادثہ کے شکار ہونے والوں پر رحم کھاتے ہوئے اور ان کے لیے دعا کرتے ہوئے اہل خانہ سے دلی تعزیت اور زخمیوں کے زخموں پر مرہم کی بات اور کام ضروری اور فرض ہے۔

مگر یہ دہشت گرد کہاں پیدا ہورہے ہیں؟ کہاں سے آرہے ہیں؟ جب تک سرحد سے لے کر ہر فرد اور ہر شہری اپنی ذمہ داری جان کر اور اپنا فرض پہچان کر دہشت گردوں پر نظر نہیں رکھیں گے،ان کے آتنک سے نہیں بچ سکیں گے۔آخر دہشت گرد کیسے پیدا ہورہے ہیں اور ہم کہاں سوئے ہوئے ہیں؟ یہ پوری قوم کے لئے لمحہ فکریہ ہے۔ایسے میں ہر سطح پر ذمہ داری سمجھ پر اس دہشت گردی کے انسداد کے لئے انتہائی جدوجہد فرض ہے۔مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند، اس کے اعیان وذمہ داران اور جملہ متعلقین باقتدائے امیر محترم مولانا اصغرعلی امام مہدی سلفی اس کی سخت ترین مذمت کرتے ہیں اور دعا گو ہیں کہ اللہ تعالیٰ متاثرین کو صبر وہمت اور زخمیوں کو شفائے عاجل کامل عطا فرمائے اور ملک کو اس ناسور سے بچائے۔آمین۔

المناک سڑک حادثے میں 45 ہندوستانی معتمرین کی اموات پر مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے امیر مولانا اصغرعلی امام مہدی سلفی کا اظہار غم وافسوس

دہلی:18 نومبر2025ء: مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے امیر محترم مولانا اصغرعلی امام مہدی سلفی نے مکہ مکرمہ سے معتمرین کو لے کر مدینہ جارہی بس کے ڈیزل ٹینکر سے ٹکرا جانے کے سبب حادثہ کا شکار ہونے اور اس المناک سڑک حادثے میں 45/ہندوستانی معتمرین،جن کی اکثریت ریاست تلنگانہ سے تھی،کی موت پر گہرے رنج وافسوس کا اظہار کیا ہے،متوفین کے ورثا سے قلبی تعزیت کی ہے اور زندہ بچے زخمی کی صحت یابی کی دعا کی ہے اور کہا ہے یہ حادثہ باعث ازدیاد غم وافسوس اس لیے بھی ہے کہ اس میں ایک ہی خاندان کے 18/افراد جاں بحق ہوگئے۔اس دلخراش حادثے نے پورے ملک کو سوگوار کردیا ہے۔یہی وجہ ہے کہ اس حادثہ فاجعہ کے فورا بعد وزیر اعظم،وزیر خارجہ،وزیر اقلیتی امور سمیت اہم شخصیات اور سرکردہ رہنماؤں نے پسماندگان سے اظہار تعزیت کی ہے۔

امیر محترم نے اپنے بیان میں اس موقع پر حکومت ہند، خصوصا وزارت اقلیت امور، وزارت خارجہ، حج کمیٹی ،حکومت تلنگانہ اور سعودی عرب میں واقع ہندوستانی سفارت خانہ وقونصلیٹ کے فوری اقدامات اور ہیلپ لائن کے قیام اور سعودی حکام کی جانب سے ریسکیو اور امدادی ٹیموں اور مقامی لوگوں کی قابل قدر کوششوں کی تحسین کی ہے جو بلا تاخیر موقع حادثہ پر پہنچ کر متاثرین کو ہاسپٹل پہنچانے اور لواحقین کو سہولت اور معلومات بہم پہنچانے میں لگے ہوئے ہیں۔

انہوں نے مزید کہا کہ کہیں بھی اس طرح کے المناک سڑک حادثات کے امکان سے انکار نہیں کیا جاسکتا ہے اور قضا وقدر کو ٹالا نہیں جاسکتا ہے۔مملکت سعودی عرب میں عام مسافروں خصوصا حجاج معتمرین کی سہولت کے لیے بہتر سے بہتر انتظامات کیے جاتے ہیں، ان کی حفاظت کے لیے ہر ممکن تدابیر اختیار کی جاتی ہیں۔ بلکہ وزارت حج سال بھر اور شبانہ روز حجاج ومعتمرین اور زائرین کی سہولت ،راحت وآرام اور حفاظت کے لیے ہر ممکن تدابیر اور جدید سے جدید ٹیکنک اختیار کرتی رہتی ہے۔مصیبت کی اس گھڑی میں پورا ملک متاثرین کے اہل خانہ،حکومت ہند اور سعودی عرب کی حکومت ،حکام اور علماء وعوام کے ساتھ کھڑا ہے۔اللہ تعالی متوفین کی مغفرت فرمائے ،ان کا عمرہ مبرور بنائے اور پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق بخشے۔آمین

ماہ جمادی الاخریٰ ۱۴۴۷ھ کا چاند نظر نہیں آیا

دہلی :۲۱رنومبر ۲۰۲۵ء : مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کی مرکزی اہل حدیث رؤیت ہلال کمیٹی دہلی سے جاری اخباری بیان کے مطابق آج مورخہ ۲۹ر جمادی الاولیٰ ۱۴۴۷ھ مطابق ۲۱رنومبر ۲۰۲۵ء بروز جمعہ بعد نماز مغرب بمقام اہل حدیث کمپلیکس اوکھلا، نئی دہلی مرکزی اہل حدیث رؤیت ہلال کمیٹی دہلی کی ایک اہم نشست منعقد ہوئی اور رؤیت ہلال ماہ جمادی الاخری ۱۴۴۷ھ کے سلسلے میں حسب سابق ملک کے اکثر صوبوں کے ذمہ داروں اور ملی تنظیموں سے بذریعہ فون رابطے کیے گئے ،لیکن اکثر مقامات پر مطلع ابر آلود ہونے کی وجہ سے کہیں سے بھی رؤیت ہلال ماہ جمادی الاخری ۱۴۴۷ھ کی خبر موصول نہیں ہوئی۔ بنابریں مرکزی اہل حدیث رؤیت ہلال کمیٹی دہلی نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ کل مورخہ ۲۲رنومبر ۲۰۲۵ء بروز ہفتہ جمادی الاولیٰ کی ۳۰رویں تاریخ ہوگی۔ان شاءاللہ ☆☆☆

"Registered with the Registrar of Newspapers for India"

JARIDA TARJUMAN

(FORTNIGHTLY)

AHL-E-HADEES MANZIL, 4116, URDU BAZAR,
JAMA MASJID, DELHI - 110006
PH. : 011 - 23273407, TELEFAX : 23246613

R.N.I. No-39374/80
REGD. DL(DG-11)/8064/2023-25
Licenced to Post Without
Pre-payment in
LPC, Delhi RMS Delhi-110006
Under U (C) - 277/2023-25

December 1-15-2025

خوشخبری

مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کا

خوشخبری

کلینڈر 2026

جاذبِ نظر، خوشنما، ہر صفحہ اسلامی تعلیمات سے مزین، قابل دید
قرآنی آیات سے آراستہ اور اہم معلومات سے پُر کلینڈر
چھپ کر آچکا ہے۔

اپنا آرڈر جلد بک کرائیں۔ اسٹاک محدود ہے۔

مکتبہ ترجمان

Ahle Hadees Manzil 4116, Urdu Bazar
Jama Masjid Delhi-110006

Paytm UPI

9899152690@ptaxis

ڈرافٹ یا چیک صرف "Markazi Jamiat Ahl-e-Hadees Hind" کے نام سے ہی بنائیں۔

Markazi Jamiat Ahle Hadees Hind

A/c: 629201058685

ICICI Bank (Chandni Chowk Branch)

RTGS/NEFT IFSC Code-ICIC0006292

منجانب: اراکین مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند

Total Pages 32

Printed & Published by Mohammad Tahir, on behalf of Markazi Jamiat Ahle Hadees Hind, and printed at M.S. Printers, A-145, Gali No.8, Chauhan Banghar, Seelampur and published from Ahle Hadees Manzil 4116, Urdu Bazar, Jama Masjid, Delhi-110006.
Editor. Md Khurshid Alam